ماہنامہ

خالد

ربوہ

اپنے مولیٰ کے حضور

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کے خطبۂ عید الفطر ۲۰ جون ۱۹۸۵ء سے اقتباس:

"اے ہمارے آقا! صبح کا سورج بن کے طلوع ہو۔ فتح و ظفر کا سورج بن کے طلوع ہو جس کی روشنی سے تمام اندھیرے اور تمام ظلمتیں باطل اور زائل ہو جائیں۔

اے ہمارے آقا! تُو چاند بن کر آ۔ ہم پر طلوع فرما جس کی محبت کی ٹھنڈی چاندنی ہمارے دلوں کو تسکین بخشے۔ وہی ہماری جنت ہے۔

پس ہم اِس جنت سے بھی راضی ہیں جو جنت تُو آج ہمیں عطا فرما رہا ہے۔ اُس جنت سے بھی راضی ہوں گے جو صبحِ نصر کی جنت ہو گی۔ جو صبحِ ظفر کی جنت ہو گی۔

پس اے اللہ! اے ہمارے آقا! ہماری اِن قربانیوں کو قبول فرما۔ ہمیں اپنی محبت کی عید عطا کر۔ اس سے بہتر اور کوئی عید نہیں جو ہمیں مرغوب ہو۔"

ستمبر ۱۹۸۶ء

ایڈیٹر
عبد السمیع خان

"قوموں کی اصلاح نوجوانوں کی اصلاح کے بغیر نہیں ہو سکتی"

جلد: ۳۳ — مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ کا ترجمان — شمارہ: ۱۱

تبوک ۱۳۶۵ ہش — ستمبر ۱۹۸۶ء

ماہنامہ

خالد

ربوہ

ایڈیٹر: عبدالسمیع خان

نائبین: منیر احمد منور، عبدالقدیر قمر
محمد عثمان شاہد

قیمت سالانہ: ۲۵ روپے
" ماہانہ: ۲ روپے ۵۰ پیسے
ممالک بیرون: ۱۵۰ روپے

اس شمارہ میں

اسکے علاوہ اور بہت کچھ

پبلشر: مبارک احمد خالد • پرنٹر:- قاضی منیر احمد • مقام اشاعت: دفتر ماہنامہ خالد دارالصدر جنوبی ربوہ
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ربوہ • رجسٹرڈ نمبر:- ایل ۵۸۳۰ • کتابت:- شیخ عبدالماجد۔ ربوہ

اداریہ

ایک ساعت کا انتظار

ستمبر ۸۶ء کے پہلے ہفتہ سے ۱۴۰۷ ہجری کا آغاز ہو رہا ہے۔ یہ وہ سال ہے جس کو کئی پرانے بزرگوں نے قرآن کریم سے استدلال کرتے ہوئے بڑا اہم قرار دیا ہے اور لکھا ہے کہ اس میں ایک "ساعت" وقوع پذیر ہوگی۔ مذہبی اصطلاح میں "ساعت" کا لفظ ہر عظیم رُوحانی انقلاب اور غیر معمولی اثر چھوڑنے والے واقعات پر بولا جاتا ہے۔ جس کی قیامت خیز تاثیرات کے نتیجے میں بعض اپنے عبرتناک انجام سے دوچار ہوتے ہیں اور بعض کو نئی زندگی اور نئی تابندگی عطا ہوتی ہے۔

پس ایک ایسا ہی چاند ہم پر طلوع ہو رہا ہے جس کی درخشاں چاندنی اور ٹھنڈی روشنی ہمارے لیے خدا کے فضلوں اور رحمتوں کے نئے باب کھلنے کا پیغام لا رہی ہے چنانچہ سورۃ زخرف کی آیت نمبر ۶۷ کے متعلق اقتراب الساعۃ کے مصنف نواب نور الحسن خان صاحب تحریر فرماتے ہیں:

"بعض علماء نے اس آیت شریف

ھل ینظرون الا الساعۃ ان تاتیھم بغتۃ (زخرف: ۶۷) اور

قولہ تعالیٰ لا تاتیکم الا بغتۃ (اعراف: ۱۸۸)

سے یہ بات نکالی ہے کہ قیامت سنہ سات میں بعد چار سو برس کے قائم ہو جاوے گی اس لیے کہ عدد حروف "بغتۃ" کے ایک ہزار چار سو سات ہوتے ہیں۔ واللہ اعلم عند اللہ تعالیٰ۔ اس بناء پر محتمل ہے کہ مہدی علیہ السلام سر صدی پر برآمد ہوں۔ یہ احتمال قوی ہے بلکہ صدی سے پہلے بھی اگر آجاویں تو کچھ دُور نہیں ہے اس لیے کہ دجال انہیں کے زمانہ خلافت میں نکلے گا اس کا نکلنا سر صدی پر ہوگا۔" (اقتراب الساعۃ صہ ۲۲۰)

علامہ ابن عربی نے بھی آیت ھل ینظرون الا الساعۃ ان تاتیھم بغتۃ سے ظہور مہدی مراد لیا ہے۔ (تفسیر ابن عربی بر حاشیہ عرائس البیان صفحہ ۳۶۴ جلد ۲)

تفسیر روح المعانی کے مصنف علامہ الوسی نے بھی آیت بالا کی تفسیر میں ۱۴۰۷ میں ساعت کے ظہور پذیر ہونے کا ذکر کیا ہے۔ (روح المعانی جلد ۸ صہ ۱۱۲)

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ اس پیشگوئی کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

"تفسیر روح المعانی کے مصنف علامہ الوسی لکھتے ہیں کہ بعض اہلِ اسلام نے قرآن کریم کی ایک آیت سے ایک

ایسا استنباط کیا ہے جس کی رُو سے ساعت یعنی انقلاب کا دور ۱۴۰۷ھ میں واقع ہونا ہے۔ وہ لکھتے ہیں:

"ھل ینظرون الا الساعة ان تاتیھم بغتة قرآن کریم کی اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ کیا وہ اس کے سوا کسی اور چیز کا انتظار کر رہے ہیں کہ ساعت یعنی عظیم انقلاب اچانک واقعہ ہو جائے۔ وہ لکھتے ہیں کہ حساب کی رو سے بغتۃ کے اعداد ۱۴۰۷ بنتے ہیں"۔

پیشگوئیوں میں اخفاء کا پہلو بھی ہوتا ہے اس لیے جب تک خدا تعالیٰ کسی پیش خبری کو پورا نہ کر دکھائے اس کی حقیقت اور ماہیت کے متعلق یقین اور وثوق کے ساتھ کچھ کہنا درست نہیں ہوتا۔ یہ خدا ہی جانتا ہے کہ یہ نشان کس شکل میں ظاہر ہوگا۔ اس لحاظ سے ۱۴۰۷ ہجری میں واقع ہونے والی ساعت کا اصل معاملہ تو ابھی پردۂ غیب میں ہے لیکن ایک سرسری نظر سے دیکھنے پر بھی ایک باشعور انسان اس نتیجہ پر پہنچتا ہے (جیساکہ حضرت ابن عربی اور نور الحسن خان صاحب کے اقتباسات ہم اوپر درج کر چکے ہیں) کہ اس کا تعلق امام مہدی کے ساتھ ہے۔

خدا کرے کہ پرانے بزرگوں کے استنباط کی رو سے یہ نشان رحمت کی شکل میں ظاہر ہو اور روحانی مردوں کو اسی طرح زندگی عطا کرے جس طرح قیامت کے دن صورِ اسرافیل سن کر مُردے قبروں سے اُٹھ کھڑے ہوں گے ان معنوں میں ایک عالمگیر قیامت برپا ہو جائے اور گھر گھر میں نئے روحانی وجود پیدا ہونے لگیں۔

جماعت احمدیہ کے لیے تو ۱۴۰۷ ہجری بے انتہا اہمیت کی حامل ہے ۱۹۸۶ء میں ظاہر ہونے والا یہ قمری سال کئی جہت سے احمدیوں کے لیے غیر معمولی اہمیت کا سال ہے کیونکہ اسی سال جماعت احمدیہ پر قمری لحاظ سے سو سال پورے ہوئے ہیں اور اسی سال پیشگوئی مصلح موعود پر بھی سو سال پورے ہوئے ہیں۔ ان تینوں عظیم واقعات کا اجتماع حضور ایدہ اللہ کے الفاظ میں "ہزاروں سال میں پورا ہونے والی بات ہے"

خدا تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہونے والے یہ مقدرات ہماری تمناؤں اور امیدوں کو بھی مہمیز لگاتے ہیں اور خدا کے حضور ادب اور عاجزی کے ساتھ سر جھکانے پر بھی مجبور کرتے ہیں کہ وہ قادر مطلق اپنے فضل اور تقدیر خاص کے ساتھ وہ خیر کی قیامت ظاہر فرمائے جو بنی نوع انسان کے لیے امن اور خوشحالی کا پیغام لے کر آئے اور جماعت احمدیہ کو مزید توانائی بخشے اور اس کی روشنی کو چار دانگ عالم میں پھیلا دے۔ آمین۔

محرم کی کہانی

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب روایت کرتے ہیں کہ:

ایک دفعہ جب محرم کا مہینہ تھا اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ اپنے باغ میں ایک چارپائی پر لیٹے ہوئے تھے تو آپ نے ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم اور ہمارے بھائی مبارک احمد کو جو سب بہن بھائیوں میں چھوٹے تھے اپنے پاس بلایا اور فرمایا "آؤ میں تمہیں محرم کی کہانی سناؤں"

پھر آپ نے بڑے دردناک انداز میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی شہادت کے واقعات سنائے آپ یہ واقعات سناتے جاتے تھے اور آپکی آنکھوں سے آنسو رواں تھے اور آپ اپنی انگلیوں کے پوروں سے اپنے آنسو پونچھتے جاتے تھے۔ اس دردناک کہانی کو ختم کرنے کے بعد آپ نے بڑے کرب کے ساتھ فرمایا :

" یزید پلید نے یہ ظلم ہمارے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نواسے پر کروایا۔ مگر خدا نے بھی ان ظالموں کو بہت جلد اپنے عذاب میں پکڑ لیا۔"

اس وقت آپ پر عجیب کیفیت طاری تھی اور اپنے آقا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جگر گوشہ کی المناک شہادت کے تصور سے آپ کا دل بہت اُداس ہو رہا تھا اور یہ سب کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق کی وجہ سے تھا۔

حسینیت اگر موجود ہے بزمِ دو عالم میں ؎ زمانہ اس پہ بن کر کربلا آیا ہی کرتا ہے
نہ ہو مایوس گردابِ حوادث دیکھنے والے ؎ بالآخر ایک دن فضلِ خدا آیا ہی کرتا ہے

محرم میں کثرت سے درود پڑھیں

امام جماعت احمدیہ حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کا ارشاد۔

"آج کل محرم کے دن ہیں۔ اس سلسلے میں ایک بڑی ضروری بات میں جماعت کو یاد کرانا چاہتا ہوں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے اہل بیت کے ساتھ ہر عاشق کو ایک رُوحانی تعلق ہونا چاہیئے۔ یہ جو اختلافی مسائل ہیں یہ بالکل اور بات ہے لیکن حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم اور آپ کے اہل بیت سے عشق، یہ بالکل اور معاملہ ہے۔ یہ ایک لا فانی مسئلہ ہے جس میں کبھی کوئی تبدیلی پیدا نہیں ہوسکتی۔ اس لیے جماعت احمدیہ اس طرف خاص توجہ کرے اور ان ایام میں خصوصیت کے ساتھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ کے اہلِ بیت پر بکثرت درود بھیجے۔

کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جسمانی اولاد آپ کی روحانی اولاد بھی تھی، صرف جسمانی اولاد نہیں تھی اس لیے نورٌ علیٰ نور کا منظر نظر آتا ہے۔ حضرت امام حسنؓ، حضرت امام حسینؓ اور باقی بہت سے ائمہ جو آپ کی نسل سے بعد میں پیدا ہوئے۔ بہت بڑے بزرگ تھے اور عظیم الشان روحانی مصالح کو سمجھنے والے صاحب کشف والہام تھے۔

اس لیے شیعہ نہ ہونا بالکل اور بات ہے اور حقیقتِ حال کو سمجھتے ہوئے ان شیعوں سے بھی زیادہ اہلِ بیت سے روحانی تعلق رکھنا بالکل اور مسئلہ ہے۔ جو بگڑے ہوئے مسائل ہیں ان میں ہم ان کے ساتھ نہیں ہیں لیکن حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عشق میں ہم ان سے آگے ہیں، پیچھے نہیں ہیں۔ یہ بات جماعت کو نہیں بھلانی چاہیئے۔ یہی بات حضرت مسیح موعود ۔۔۔۔ نے ہر جگہ لکھی فرمائی ہیں

جان و دلم فدائے جمالِ محمدؐ است ؎ خاکم نثارِ کوچۂ آلِ محمدؐ است

کتنا عظیم الشان محبت کا اظہار ہے۔"

(روزنامہ الفضل ربوہ ۲۵ رمئی ۱۹۸۳ء صہ ۲)

جواہر پارے

وہ کلمات جن کو پڑھنے والا ہر آفت سے نجات پائے گا

◎

سیدنا حضرت اقدس بانی سلسلہ احمدیہ ۷ دسمبر ۱۹۰۲ء کو نماز ظہر کے لیے "البیت" میں تشریف لائے تو فرمایا:-

"رات کو میری ایسی حالت تھی کہ اگر خدا تعالیٰ کی وحی نہ ہوتی تو میرے اس خیال میں کوئی شک نہ تھا کہ میرا آخری وقت ہے۔ ایسی حالت میں میری آنکھ لگ گئی تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک جگہ پر میں ہوں اور وہ کوچہ سر بستہ سا معلوم ہوتا ہے کہ تین بھینسے آتے ہیں۔ ایک ان میں سے میری طرف آیا تو میں نے اسے مار کر ہٹا دیا۔ پھر دوسرا آیا تو اسے بھی ہٹا دیا۔ پھر تیسرا آیا اور وہ ایسا پُر زور معلوم ہوتا تھا کہ میں نے خیال کیا کہ اب اس سے مَفر نہیں ہے۔ خدا تعالیٰ کی قدرت کہ مجھے اندیشہ ہوا تو اس نے اپنا منہ ایک طرف پھیر لیا۔ میں نے اس وقت غنیمت سمجھا کہ اس کے ساتھ رگڑ کر نکل جاؤں۔ میں وہاں سے بھاگا اور بھاگتے ہوئے خیال آیا کہ وہ بھی میرے پیچھے بھاگے گا مگر میں نے پھر کر نہ دیکھا۔ اس وقت خواب میں خدا تعالیٰ کی طرف سے میرے دل پر مندرجہ ذیل دعا القاء کی گئی۔

رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُكَ رَبِّ فَاحْفَظْنِي وَانْصُرْنِي وَارْحَمْنِي

اور میرے دل میں ڈالا گیا کہ یہ اسم اعظم ہے اور یہ وہ کلمات ہیں کہ جو اسے پڑھے گا ہر ایک آفت سے اسے نجات ہوگی۔

ایک آریہ میرے پاس دوا لینے آیا کرتا ہے۔ میں نے اسے یہ خواب سنائی تو اس نے کہا کہ مجھے بھی لکھ دو اور اس نے یاد کر لیا۔"

نماز مغرب کے بعد حضور نے پھر اسی دعا کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا:

"آج جو خواب میں الہام سے کلمات بتائے گئے ہیں میں نے ارادہ کیا ہے کہ ان کو نماز میں دعا کے طور پر پڑھا جائے اور میں نے خود تو پڑھنے شروع کر دیئے ہیں۔"

(ملفوظات جلد ۴ صفحہ ۲۶۴، ۲۶۵)

۱۰ ستمبر کو مغرب اور عشاء کے درمیان "البیت" میں بیٹھے ہوئے حضرت میر ناصر نواب صاحب نے حضور سے دریافت کیا کہ یہ دعا رب کل شیء والی جو الہام ہوئی ہے اگر اس میں بجائے واحد متکلم کے جمع متکلم کا صیغہ پڑھ کر دوسروں کو بھی ساتھ ملا لیا جائے تو حرج تو نہیں۔ حضور نے فرمایا:

"کوئی حرج نہیں ہے۔"　　(ملفوظات جلد ۴ صـ ۲۶۹)

۱۹ ستمبر ۱۹۰۲ء کو حضرت بانی سلسلہ احمدیہ مجلس عرفان میں رونق افروز ہوئے تو حضرت مولانا عبدالکریم صاحب نے ایک شخص کا خط پیش کیا جس میں سوال تھا کہ دعا الہامیہ رَبِّ کُلُّ شَیْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِیْ وَانْصُرْنِیْ وَارْحَمْنِیْ کو صیغہ جمع میں پڑھ لیا جائے یا نہیں حضور نے فرمایا:

اصل میں الفاظ تو الہام کے یہی ہیں (یعنی واحد متکلم) اب خواہ کوئی کسی طرح پڑھ لے قرآن مجید میں دونوں طرح دعائیں سکھائی گئی ہیں۔ واحد کے صیغہ میں بھی جیسے رَبِّ اغْفِرْلِیْ وَلِوَالِدَیَّ اور جمع کے صیغہ میں بھی جیسے رَبَّنَا آتِنَا فِی الدُّنْیَا حَسَنَةً وَّفِی الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اور اکثر اوقات واحد متکلم سے جمع متکلم مراد ہوتی ہے جیسے اس ہماری الہامی دعا میں فَاحْفَظْنِیْ سے یہی مراد نہیں ہے کہ میرے نفس کی حفاظت کر بلکہ نفس کے متعلقات اور جو کچھ لوازمات ہیں سب ہی آجاتے ہیں۔ جیسے گھر بار، خویش و اقارب، اعضاء وقویٰ وغیرہ۔　　(ملفوظات جلد ۴ صـ ۲۸۵)

جماعت احمدیہ کے تیسرے امام حضرت مرزا ناصر احمد صاحب نے ۴ اکتوبر ۶۸ء کو اس دعا کے پڑھنے کی تحریک فرمائی اور اس کے مطالب اور مفاہیم پر تفصیل سے روشنی ڈالی۔ حضور کے خطبہ جمعہ کے چند اقتباسات درج کئے جاتے ہیں۔

"اس دعا میں اللہ تعالیٰ نے سچی توحید اور ربوبیت تامہ کی طرف اشارہ کیا ہے اور بتایا ہے کہ یہ دعا کیا کرو کہ اے وہ کہ جو ربوبیت کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ اس کے سامان بھی پیدا کرتا ہے اور وہی ہے کہ اس کے ارادوں میں کوئی غیر روک نہیں بن سکتا اور ہر چیز کو اس نے مسخر کیا ہوا ہے وہ اس کام پر لگی ہوئی ہے جس کام پر اللہ رب کریم نے اُسے لگایا ہے۔ دُنیا میں جس چیز پر چاہو نگاہ ڈالو۔ سورج، چاند اور آسمان کے ستارے۔ درخت جھاڑیاں اور پھولوں کے پودے۔ لعل و جواہر، زمرد۔ یاقوت۔ کوئلے کا پتھر یا چونے کا پتھر یا زمین کے سارے ذرے اور ان ذروں میں چھپی ہوئی ایٹمی توانائی

هر چیز اللہ تعالیٰ نے مسخر کی ہوئی ہے

اور وہ اللہ تعالیٰ کی اس تسخیر کے نتیجہ میں وہی کام کرتی ہے جس کا اس کا پیدا کرنے والا رب ارادہ کرے اور جس کا وہ فیصلہ کرے اور یہ خادم رب۔ یہ کسی انسان کو کوئی مضرت اور کوئی دُکھ اور کوئی ایذا نہیں پہنچا سکتے جب تک کہ اس کا ارادہ دُکھ پہنچانے یا ایذاء دینے یا مشقتوں میں ڈالنے کا نہ ہو اور جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ہر چیز کو انسان کے لیے مسخر کیا گیا ہے اور کام پر لگایا گیا ہے۔ یہ تمام اشیاء۔ یہ تمام چیزیں (چھوٹی ہوں یا بڑی) جن کی حقیقت کو ایک حد تک ہم نے سمجھا اور ان کا علم حاصل کیا ہے یا ان کی وہ طاقتیں اور صفات جو ان میں پوشیدہ

ہیں اور ہم بظاہر نہیں ہوئیں انسان کی خدمت پر لگائی گئی ہیں۔ پس اصل ذات اللہ ہی کی ہے جو انسان کی ربوبیت تو کرنا چاہتا ہے اور اس نے یہ حکم بھی جاری کیا ہے کہ اس کی مرضی کے بغیر کسی شخص کی ترقی (روحانی وجسمانی) میں اسکی پیدا کردہ کوئی چیز روک نہ بنے لیکن

بہت سے ایسے بدقسمت انسان بھی ہوتے ہیں

جو اپنے ہی کئے کے نتیجہ میں اللہ تعالے کو ناراض کر لیتے ہیں اور ہر وہ چیز جسے اللہ تعالیٰ نے اس کی خدمت پر لگایا ہوتا ہے وہی اس کی ایذاء کے درپے ہو جاتی ہے وہ اسے دُکھ پہنچانے لگتی ہے۔ اُسے زندگی اور حیات سے دُور کر دیتی ہے اور اسے نور سے کھینچ کر اندھیروں میں لے جاتی ہے اسے خدا تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں داخل نہیں ہونے دیتی بلکہ شیطان کے پیچھے اُسے لگا دیتی ہے اور جہنم کی طرف اس کا منہ کر دیتی ہے۔ جسمانی دُکھ اور تکالیف ہوں یا روحانی طور پر ناکامیاں اور نامرادیاں ہوں۔ یہ سب اللہ تعالیٰ کے ارادہ اور منشاء اور اس کے بنائے ہوئے قانون کے مطابق ہی ہوتے ہیں۔۔۔۔۔۔

غرض اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے جو ربوبیتِ تامہ کی خاطر اور ہر انسان کو اس کی استعداد کے مطابق اس کے کمال تک پہنچانے کے لیے اپنی حفاظت میں لے لیتی ہے اور جس وقت اللہ تعالیٰ انسان کو اپنی حفاظت میں لے لیتا ہے اسی وقت اس کے لیے یہ ممکن ہوتا ہے کہ وہ اپنے روحانی اور جسمانی کمالوں تک پہنچے۔

انسانوں کی حفاظت کیلئے یہ ضروری ہے

کہ اللہ تعالیٰ اس کا ممد و معاون ہو اس لیے فرمایا کہ تم یہ دُعا کرو کہ اسے ہمارے ربّ تو ہمیں اپنی حفاظت میں لے لے (اور یاد رکھو کہ اطاعت ہی میں سب حفاظتیں ہیں) اور تیری حفاظت میں وہی آسکتا ہے جسے تیری مدد اور نصرت مل جائے کیونکہ تیری مدد اور نصرت کے بغیر ایسے سامان پیدا نہیں ہو سکتے کہ انسان کو تیری حفاظت حاصل ہو اور تیری مدد اور نصرت کوئی انسان اپنے زور سے نہیں لے سکتا اس کے لیے ضروری ہے کہ تو اس کی طرف رجوع برحمت ہو تو اُسے اپنی رحمتوں سے نوازے۔

غرض اس دُعا میں اللہ تعالیٰ نے توحید کا سبق ہمیں دیا اور ربوبیت تامہ کی طرف ہمیں متوجہ کیا اور ہمیں بتایا کہ تمام اشیاء (مخلوقہ) مضرت اسی وقت پہنچاتی ہیں جب اللہ تعالیٰ کا اذن مضرت پہنچانے کا ہو اور تمام نفع مند چیزوں سے انسان صرف اس وقت نفع حاصل کر سکتا ہے جب اللہ تعالیٰ کا بھی منشاء ہو کہ وہ ان سے نفع حاصل کرے۔ اس لیے خدا سے یہ دعا کرو کہ اسے ہمارے ربّ مضرتوں سے ہماری حفاظت کر نفع ہمیں پہنچا ہماری نصرت اور مدد کو آ اور ہمیں اپنی رحمتوں سے نواز۔

یہ دعا حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کو الہاماً سکھائی گئی ہے اور آپ نے فرمایا ہے کہ

یہ اسم اعظم ہے

کیونکہ اس میں ربوبیت تامہ اور سچی توحید کو بیان کرنے اور اس کا اقرار کرنے کے بعد انسان دعا کی طرف متوجہ

ہوتا ہے اور تین بنیادی چیزیں اللہ تعالیٰ سے طلب کرتا ہے۔

۱- ایک اس کی حفاظت
۲- ایک اس کی نصرت
۳- اور ایک اس کی رحمت

اور جو شخص اپنے رب کی ربوبیت کا عرفان رکھتا ہو اور اپنے خادم اور عاشق ہونے کا احساس رکھتا ہو اس کے دل میں ایک تڑپ اور ایک آگ ہو جو ایک عاشقِ صادق کے دل میں ہوتی ہے اور وہ یہ جانتا ہو کہ اپنے رب سے تعلق قائم کئے بغیر میری زندگی بے معنی اور لایعنی ہے اور وہ یہ سمجھتا ہو کہ میری زندگی کا مقصد صرف اس وقت حاصل ہو سکتا ہے کہ جب اللہ تعالیٰ میرے ساتھ تین حُسنِ سلوک کرے مجھ پر تین احسان کرے ایک تو وہ میری حفاظت کی ذمہ داری لے لے دوسرے وہ ہر وقت میری نصرت اور مدد کے لیے تیار رہے نیز (۳) ہر وقت اپنی رحمتوں سے مجھے نوازتا رہے۔

پس

یہ ایک بڑی کامل دُعا ہے

یہ ہمیں سچّی توحید سکھاتی ہے۔ یہ ہمیں بتاتی ہے کہ کوئی مضرت یا کوئی دکھ کوئی ایذاء ہمیں پہنچ نہیں سکتی نہ انسانوں کی طرف سے اور نہ اشیائے مخلوقہ کی طرف سے جب تک کہ اللہ تعالیٰ کا اذن نہ ہو اور کوئی نفع ہمیں حاصل نہیں ہو سکتا جب تک اس کی مرضی نہ ہو اور آپ نے فرمایا ہے کہ جو شخص اس دعا کو پڑھتا رہے گا وہ ہر ایک آفت سے محفوظ رہے گا۔ اس لیے میں آج اس دُعا کا مختصر مفہوم بیان کرنے کے بعد اپنے دوستوں کو یہ نصیحت کرنا چاہتا ہوں کہ وہ کثرت کے ساتھ اس دعا کو پڑھیں تا وہ اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں آجائیں تا خدا ہر وقت ان کے ساتھ ان کی مدد اور نصرت کے لیے کھڑا رہے اور اس کی رحمت ان کو اس طرح گھیر لے جس طرح نور اس چیز کو چاروں طرف سے گھیر لیتا ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ یہ فیصلہ کرے کہ وہ نور کے ہالہ کے اندر آجائے جس طرح سمندر کی تہہ پانی سے بھری ہوئی ہے اسی طرح اگر اللہ تعالیٰ کی رحمت انسان کو ڈھانپ لے اور اس کی نصرت اسے مل جائے اور وہ اس کی حفاظت میں آجائے تو نہ کوئی چیز اسے مضرت پہنچا سکتی ہے اور نہ کوئی چیز دکھ دے سکتی ہے۔ نہ کوئی انسان اسے ایذاء دے سکتا ہے اور نہ اس کی مخلوقات میں کوئی مخلوق اس کو دکھ دے سکتی ہے صرف اس صورت میں انسان اس کی بنائی ہوئی اشیاء سے اور اس کی مخلوقات سے فائدہ حاصل کر سکتا ہے اور آرام پا سکتا ہے اور صرف اس صورت میں اس کی ربوبیت کامل اور مکمل طور پر اسے حاصل ہو سکتی ہے اور وہ وہ بن سکتا ہے جو خدا اسے بنانا چاہتا ہے یا جس کی استعداد اللہ تعالیٰ نے اسے دی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس دُعا کے صحیح مفہوم کے سمجھنے اور اسے التزام کے ساتھ پڑھنے کی توفیق عطا کرے

اور خدا کرے کہ

اس دعا کے پڑھنے کے بعد

وہ نتیجہ نکلے جو حضرت مسیح موعود ۔۔۔۔۔ نے فرمایا ہے کہ خلوص نیت کے ساتھ اس دعا کو پڑھنے والے کے حق میں نکلتا ہے یعنی ہر آفت سماوی اور ارضی سے محفوظ ہو جائیں۔ شیطان کے سب حملے جو ہم پر کئے جائیں وہ ناکام ہو جائیں اور انسان بھی ہمارے فائدہ کے لیے کام کرنے والے ہوں اور مخلوق بھی ہمارے فائدہ کے لیے مسخر نظر آئے۔ آمین

(الفضل ۱۳ مارچ ۱۹۷۱ء)

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ نے بھی ایک رویا کے نتیجے میں اپنے ۳۰ مئی ۸۶ء کے خطبہ جمعہ میں احباب جماعت کو بکثرت یہ دُعا پڑھنے کی تحریک فرمائی ہے اور اس کے نتیجہ میں مشکلات دور ہونے اور اندھیرے چھٹ جانے کی بشارت دی ہے۔

دُعا کا منظوم ترجمہ

جناب سعید احمد اعجاز

تو دو جہاں کا خالق و پروردگار ہے
ہر چیز اے خدا تیری خدمت گزار ہے
مہتاب آفتاب ستارے ترے غلام
جنّ و بشر ملائکہ سارے ترے غلام
ہر ذرّہ تیرے حکم سے مستِ وجود ہے
ہر شے میں تیرے حکم کی شانِ نمود ہے
اپنی اماں میں اپنی حفاظت میں رکھ ہمیں
ظلِ کرم میں سایۂ رحمت میں رکھ ہمیں
بندے ہیں تیرے آئے ہیں تیرے حضور میں
نصرت کے خواستگار ہیں جملہ اُمور میں
ہم بے کسوں کے واسطے نصرت کا حکم دے
ہم عاجزوں کے واسطے رحمت کا حکم دے

تعمیر ہو رہی ہے اِک کائنات تازہ

حضرت امام جماعتِ احمدیّہ کے خطبات کا خلاصہ

◎

خطبہ جمعہ فرمودہ ۸ راگست ۸۶ء

تشہّد وتعوّذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے سورۃ فاطر کی آیات ۹ ، ۱۱ کی تلاوت فرمائی اور پھر انگلستان میں ہونیوالی دو انٹرنیشنل کانفرنسوں کا ذکر فرمایا جن میں سے ایک جماعت احمدیہ کی کانفرنس تھی اور دوسرے اس کے مخالفین کی۔ حضور نے فرمایا کہ دونوں کانفرنسوں کے مقاصد بظاہر نیک اور بلند تھے کیونکہ اللہ اور اس کے رسول ؐ کی محبت کے نام پر یہ دونوں جلسے کئے گئے اس کے باوجود دونوں جلسوں میں کیفیت اور کمیت کے لحاظ سے آسمان و زمین کا فرق تھا۔

حضور نے اللہ کی خاطر نیکی کرنے والے اور نیکی کے نام پر بدی کرنے والے کے فرق کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ وہ لوگ جو اللہ کی خاطر نیک کام کرتے ہیں وہ زندگی بخش لوگ ہوتے ہیں ان سے فضل اور رحمت جاری ہوتی ہے نہ کہ ظلم اور تعدی اور ہلاکت و بربادی۔ فرمایا اس پہلو سے جب ہم ان جلسوں کا موازنہ کرتے ہیں تو بات کھل کر سامنے آجاتی ہے۔

جماعت احمدیہ کی کانفرنس میں اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر بلند ہوا اور خدا اور اس کے رسول ؐ کی عظمت کے گیت گائے گئے۔ عجیب بادۂ عرفان تھی جو ان دنوں میں بٹتی رہی اور جماعت احمدیہ کے ممبران نے یہ محسوس کیا کہ اس سے بہتر ان کے پیسے کا نہ کوئی اور مصرف تھا اور نہ ہی وقت کا کوئی اور مصرف تھا۔ اس کانفرنس میں پروگرام یہ پیش ہوئے کہ ہم ساری دنیا کو زندگی بخشنے کے لیے آئے ہیں اور اہلِ دُنیا کو حیاتِ نو بخشنا ہمارا اوّلین فرض ہے جبکہ دوسری کانفرنس کا حال اس کے برعکس رہا۔

حضور نے فرمایا کہ جو آیات مَیں نے تلاوت کی ہیں ان میں ہمارے اور ان کے حالات کا موازنہ کیا گیا ہے حضور نے فرمایا بلند بانگ دعوے رفعتیں نہیں بخشتے بلکہ ان کے ساتھ عمل صالح ہونا بھی ضروری ہے جو محض دعوے ہی نہیں کرتے بلکہ اعمالِ صالحہ بھی بجا لاتے ہیں ان ہی کے نام آسمان تک پہنچتے ہیں اور آسمان کے روشن ستاروں میں ان کے نام شمار کئے جاتے ہیں۔ پس ایک بات پیشِ نظر رہنی چاہیئے کہ اپنے امتیاز کو برقرار رکھتے ہوئے عمل صالح میں ترقی کرتے چلے جاؤ اور اپنے اعمال کو بہتر سے بہتر اور حسین سے حسین تر بناتے چلے جاؤ۔

اس کے بعد حضور نے احباب کو جماعت کے آئندہ پروگراموں کے بارے میں آگاہ فرمایا جس میں اشاعتِ قرآن نئی "بیوت السجود" کی تعمیر، دعوت الی اللہ کے کام میں تیزی اور سیرت النبیؐ کے جلسوں کو فروغ دینا شامل ہیں۔ حضور نے فرمایا کہ قرآن کی اشاعت کے ساتھ سیرت کے مضمون کو بھی باندھ کر ساری دنیا میں پھیلایا جائے۔

خطبہ کے آخر میں حضور نے فرمایا آپ دین حق کا زندگی بخش پیغام لے کر دنیا میں نکلنے والے اور دین حق کی مٹے عرفان بانٹنے والے ہیں۔ آپ مردہ دلوں کو حیاتِ نو بخشنے والے اور مردہ زمینوں کو دوبارہ زندہ کرنے والے ہیں کیونکہ آپ وہ بادل ہیں جو آج دنیا میں مردہ زمینوں کو زندہ کرنے کے لیے خدا کی پاک ہواؤں نے چلائے ہیں اس لیے بادلوں کی طرح رحمت بن کر برستے رہیں اور رحمت کا اس سے بہتر کوئی تعارف نہیں ہو سکتا کہ ہاتھوں میں قرآن ہو اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت آپ کی جان۔ آپ کی زندگی۔ آپ کے وجود اور آپ کے انگ انگ میں رچ بس گئی ہو۔ اس طرح عملِ صالح کے ساتھ اپنے نیک پیغام اور نیک کلام کو رفعتیں عطا کرتے رہیں خدا کرے کہ ایسا ہی ہو۔

خطبہ ثانیہ کے دوران حضور نے فرمایا کہ سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اشاعت کے سلسلہ میں مغربی مفکرین کے اعتراضات کو پیشِ نظر رکھ کر ان کے مدلل اور مسکت جواب تیار کئے جانے چاہئیں۔

خلاصہ خطبہ عیدالاضحیٰ ۱۶؍اگست ۸۶ء بمقام اسلام آباد (انگلستان)

حضور نے سورۃ بقرہ کی آیت ۱۲۸ سے آیت ۱۳۰ تک تلاوت فرمائی اور فرمایا کہ آج جو عید منانے کے لیے ہم یہاں جمع ہوئے ہیں یہ قربانیوں کی عید کہلاتی ہے اور اس میں قربانی کا مضمون عروج پر پہنچا ہوا ہے اور اس کا گہرا تعلق حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانیوں سے ہے۔

فرمایا:۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانی کو غیر معمولی عظمت اور اعزاز بخشا ہے۔ اس عظمت کی وجہ بیان کرتے ہوئے حضور نے قربانی کے بعض پہلوؤں پر تفصیل سے روشنی ڈالی اور فرمایا کہ بعض پہلو قربانی کو عظمت دینے والے ہوتے ہیں اور بعض اس کی لذت کو گرا بھی دیتے ہیں۔ فرمایا: بعض قربانیاں اصولوں کی خاطر کی جاتی ہیں۔ بعض مجبوراً کی جاتی ہیں۔ پھر قربانی دینے والے کی اپنی ذات کا اس میں دخل ہوتا ہے جو قربانی کے معیار کو بلند کرتا یا گراتا ہے۔ بعض قربانیاں طوعی طور پر اخلاص اور عشق کے نتیجہ میں کی جاتی ہیں۔

قربانی کرنے والے کا مقام قربانی کو عظمت بخشتا یا چھوٹا کر کے دکھاتا ہے۔ اس سلسلہ میں حضور نے عالمی جنگوں کی بے شمار قربانیوں کا ذکر کیا۔ پھر فرمایا کہ اس وقت ہمارے پیش نظر حضرت ابراہیم علیہ السلام کی عظیم الشان قربانی ہے جو خالصتہً طوعی قربانی تھی اور اس میں جذبۂ محبت شدت کے ساتھ پایا جاتا تھا۔ باوجودیکہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اختیار تھا کہ وہ قربانی سے پیچھے ہٹ جاتے وہ قربانی میں آگے بڑھتے ہوئے مزید قربانیوں کی تمنا کرتے گئے حالانکہ آپ قربانی کی تلخی کو دیکھ چکے تھے۔ جبکہ آپ کی قوم نے آپ کو آگ میں ڈالا تھا لیکن پھر بھی قربانی کی تمنا آپ کے دل میں پلتی رہی

اور آپ یہ دعا کرتے رہے کہ کاش میری اولاد بھی میری طرح قربانی کرنے والی ہو اور پھر اس دُعا کو اپنی اولاد تک ہی محدود نہیں نہیں رکھا بلکہ اسے وسیع کیا اور خدا تعالیٰ سے یہ دعا کی کہ ہماری تو یہ دعا ہے کہ ایک عظیم اُمت پیدا ہو جائے جو تیرے حضور قربانیاں کرتی چلی جائے اور ہم یہ دُعا کرتے ہیں کہ ضرور قربانیاں کرنے کے مواقع پیدا فرما اور فرماتا چلا جا جس پر چل کر ہم اپنی تمناؤں کو قربان کرتے جائیں۔ کیونکہ ہم تو تیری توجہ چاہتے ہیں۔

فرمایا! ہر قربانی کے بعد عید کا تصور بھی ہوتا ہے۔ قربانی جتنی عظیم الشان ہو گی اس کی عید بھی اتنی ہی عظیم الشان ہو گی اور اس کی جزا بھی عظیم الشان ہو گی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جو جزا مانگی وہ اتنی عظیم الشان اور حیرت انگیز جزا تھی کہ عرش کے کناروں تک اپنا مقام رکھتی تھی۔ وہ جزا یہ تھی کہ اے خدا! میں ان ساری قربانیوں کی یہ جزا مانگتا ہوں کہ ہمیں میں سے وہ عظیم الشان رسول پیدا فرما دے جس کا وعدہ تُو نے سب انبیاء سے کیا تھا۔

فرمایا! وہ وجود حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ فرمایا! اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اُن کی دُعا سے بڑھ کر عطا کیا اور یہ فرمایا کہ اے ابراہیم جس طرح تو چاہتا ہے کہ تیرا فیض تیرے بعد جاری رہے یہ کس طرح ممکن ہے کہ آنے والا اپنے فیض کو بند کر دے۔ وہ تو ایسے رسول ہیں کہ اُن کا فیض قیامت تک جاری رہے گا اور یہ رسول ان لوگوں میں مبعوث ہو گا جن کے لیے تو نے دعا کی ہے اور پھر ان لوگوں میں مبعوث ہو گا جو آخرین ہیں اور اس کا زمانۂ فیض لامحدود ہو گا۔

پھر حضور نے حضرت ابراہیم علیہ السلام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں کا موازنہ کرتے ہوئے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی قربانیوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قربانیوں سے کوئی نسبت ہی نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ہر قربانی معراج تک پہنچی ہوئی تھی۔ فرمایا! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دور ایک پہلو سے عید اور ایک پہلو سے قربانیوں کا دور ہے۔ اس کے بعد حضور نے تمام دنیا کے احمدیوں کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا۔

تمام دنیا کے احمدیوں کو مبارک ہو کہ آپ اُنہی دُعاؤں کا ثمرہ ہیں جو ثمرہ بطور عید حضرت ابراہیم علیہ السلام نے مانگا تھا اور ثمرے کا پھر ثمرہ ہیں۔ آپ ہیں وہ آخرین جن کے متعلق خدا نے خبر دی۔

فرمایا: اسیرانِ راہ مولا کی عید عظیم الشان عید ہے اور وہ لوگ جن کو حقوق سے محروم کر دیا گیا ہے ان کی عید بھی عظیم الشان عید ہے پھر فرمایا اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان ہے کہ ہم ناکارہ اور ذلیل بندوں کو اپنے پیار اور محبت کی نظر ڈالنے کے لیے اللہ نے چُن لیا ہے خدا کرے کہ یہ نمونہ اپنے تمام نقوش اور حسن میں اپنے اصل کے قریب تر رہے۔ یعنی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن میں چلے۔

خدا کی خاطر قربانیاں کرنے والوں کی جزا محدود نہیں ہوتی۔ کیونکہ خدا وہ ذات ہے جو لامحدود ہے اور اس پر کوئی فنا نہیں۔ اس لیے آپ کو خوشخبری ہو کہ آپ کی قربانیوں کی جزاء آپ کی ذات تک محدود نہیں ہو گی بلکہ تا قیامت آپ کی نسلیں ان قربانیوں کا پھل کھاتی رہیں گی۔

جو طوفانوں کے پالے ہوں

(فضل الرحمان ناصر)

ہر زمانہ میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے ہیں جو خدا تعالیٰ کی توحید قائم کرنے کے لیے کھڑے ہوئے اور پھر دنیا و مافیہا کی کوئی طاقت اُن کو اپنے اس مقصد سے ٹلا نہ سکی۔ اس مقصد کے لیے انھوں نے اپنی جانیں قربان کیں اپنی اولادیں قربان کیں۔ مال و اسباب لٹوائے۔ اُن کے گھر جلائے گئے۔ گلے میں رسیاں باندھ کر گلیوں اور بازاروں میں اُن کو گھسیٹا گیا۔ بے دریغ گالیاں دی گئیں اور ہر لحاظ سے اُن کو ذلیل تر کرنے کی کوششیں کی گئیں۔

اُن کے دلوں میں نہ تو کوئی دنیا کا لالچ تھا اور نہ کسی بلند ترین مقام کی حرص تھی اُن کے دل میں تو صرف ایک خواہش تھی کہ خدا کا دین اس دُنیا میں قائم ہو جائے اور اس کے مقدس نام کا بول بالا ہو۔ اس کا جلال چمکے۔

ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء جو اس دنیا میں تشریف لائے انہوں نے کیوں ساری دُنیا کو اپنا دشمن بنالیا۔ کیوں گالیاں کھائیں اور کیوں پاگل، مجنون۔ دغاباز اور جاہل کہلائے صرف اور صرف اس مقصد کے لیے کہ اس دنیا میں خدا تعالیٰ کی بادشاہت قائم ہو اور یہ مصائب اور تکالیف کے دن جو اُن پر آئے انہوں نے صبر و شکر کرتے ہوئے گزارے اور کبھی بھی ان کی وجہ سے اپنے رب سے شکوہ نہ کیا۔ کسی نے کتنے خوبصورت انداز میں ایک شعر میں اُن کی تصویر کھینچی ہے ؎

جو لگے تھے زخم وہ سی لیے جو ملے تھے اشک وہ پی لیے
درِ شکوہ سارے ہی بند ہیں نہ سنو گے دل کی کراہ بھی

خدا تعالیٰ کے دین کے لیے سب سے زیادہ قربانیاں دینے والے ہمارے آقا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور آپ کے جانثار صحابہ تھے جن کے متعلق خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں یہ اعلان کیا۔

رَضِیَ اللّٰہُ عَنْھُمْ وَرَضُوْا عَنْہُ

اُن کی قربانیاں خدا تعالیٰ کو بہت ہی پسند آئیں اور وہ خدا تعالےٰ کی رضا کی راہوں پر چلے تو خدا تعالیٰ بھی اُن سے راضی ہو گیا۔

صحابہ کرام نے خدا تعالیٰ کے دین کو پھیلانے کے لیے جو قربانیاں دی ہیں اُن کی مثال کہیں بھی پائی نہیں جاتی۔ صحابہ کرامؓ کی داستانیں مکّہ کی گلیوں بازاروں اور عرب کے تپتے ہوئے صحراؤں پر بکھری پڑی ہیں جہاں وہ کئی سال تک مکہ والوں کے ظلم و ستم کی چکی میں پستے رہے۔

حضرت زبیر بن العوامؓ نے جب خدا تعالیٰ کے دین کو قبول کیا تو اُن کا چچا ان کو کلمۂ شہادت پڑھنے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے کے جرم میں چٹائی میں لپیٹ کر اُن کے ناک میں آگ کا دھواں دیا کرتا تھا یہاں تک کہ آپؓ بے ہوش ہو جاتے مگر کلمہ طیبہ پڑھنے سے باز نہ آتے۔

حضرت خباب جو ایک غلام تھے اور لوہار کا کام کرتے تھے ان کی مالکہ اُن کو اُسی بھٹی سے جس سے وہ تلواریں تیار کرتے تھے ۔ لوہے کی گرم گرم سلاخیں نکال کر آپؓ کے جسم کو داغا کرتی تھی ۔

حضرت بلالؓ کا واقعہ یاد کرکے انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ محض کلمہ پڑھنے کے جرم میں اُن کا آقا اُن کو مکہ کے گرم صحرا پر لٹا کر کوڑے برساتا ۔ اور آپؓ کے گلے میں رسی باندھ کر بدمعاشوں کو تھما دیتا کہ لو اس کو گلیوں اور بازاروں میں گھسیٹتے پھرو ۔ اور کبھی دہکتے ہوئے کوئلوں پر لٹا کر اوپر پتھر رکھ دیتا اور کہتا کہ اب بھی محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے دین کا انکار کر دو تو نجات پاؤ گے لیکن قربان جاؤں اس حبشی غلام پر کہ اس نے اس حالت میں بھی خدا تعالیٰ کے دین سے منہ پھیرنا گوارا نہ کیا ۔ بلکہ اس کی زبان سے تو ہمیشہ اَحَدٌ ۔ اَحَدٌ کی آواز ہی بلند ہوتی رہی ۔

حضرت ابوبکر صدیقؓ نے جب کلمہ طیبہ کا اقرار کیا تو تقریر کرنے کے لیے کھڑے ہوئے اور لوگوں کو خدائے واحد کے دین کی دعوت دی ۔ تو لوگ آپ پر لوٹ پڑے اور عتبہ بن ربیعہ آپ کے نزدیک آیا اور اپنی ناپاک جوتیوں سے آپ کو مارنے لگا ۔ یہاں تک کہ آپ بے ہوش ہو گئے ۔ لوگوں کو آپؓ کی موت میں کوئی شک نہ تھا آپ کے والد اور بنو تیم آپ سے بات کرنے کی کوشش کرتے رہے دن کے آخری حصہ میں آپ کو ہوش آیا ۔ تو آپؓ کی زبان مبارک پر یہ سوال تھا کہ میرے آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا حال ہے ۔ اللہ اللہ کیسے کیسے فدائی تھے جو اللہ کے دین کی خاطر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قوت قدسیہ سے پیدا ہوئے ۔

حضرت ابو امامہ باہلیؓ نے جب اسلام قبول کیا تو اپنی قوم کے پاس آئے اور اُن کو تبلیغ کی تو قوم نے اس کا انکار کر دیا اس موقعہ پر انہیں سخت پیاس لگی انہوں نے پانی طلب کیا تو اُن کی قوم نے جواب دیا ۔ پانی سے تمہارا کیا تعلق ۔ پانی تو خدا کا ہے تم پر حرام ہے ۔ ہم ہیں خدا کے بندے تمہارا کیا تعلق خدا سے ۔ ہم تجھے پانی نہیں دیں گے خواہ تو پیاسا مر جائے ۔

راہِ حق کے ایک اور فدائی کی سرگزشت سُنیئے ۔ جس نے اپنے خون سے اوک بھرا اور اپنے چہرہ پر اپنے خون سے گلکاری کی مخالفین نے اگر ظلم وستم کی انتہا کر دی تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے جان نثار صحابہؓ نے استقامت اور صبر کا بھی وہ نمونہ دکھایا کہ رہتی دنیا تک دُنیا ان کی مثالیں پیش کرتی رہے گی ۔ ظالم مخالف دھوکے سے کچھ آدمیوں کو لے گئے کہ ہمیں یہ قرآن و سنت سکھائیں ۔ حضور نے ستّر قراء بھجوائے ان میں حضرت حرام بن ملحانؓ بھی تھے ۔ دشمن نے ان کی پشت کی طرف آکر کمر میں نیزہ مارا جو پیٹ کو پار کر گیا خون کا فوارہ چھوٹا ۔ حضرت حرام نے اپنے خون سے اوک بھرا اور اپنے منہ پر پھینک کر کہا

فُزْتُ بِرَبِّ الْکَعْبَۃِ

کعبہ کے خدا کی قسم میں کامیاب ہو گیا ۔ مَیں نے اپنا مقصدِ حیات پا لیا ۔

وضو خون سے نہ ہو جب تک نہیں ہوتا روا سجدہ
یہاں سر کٹ کے گرتا ہے تو ہوتا ہے روا سجدہ

ایک دفعہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ کے سایہ میں لیٹے ہوئے تھے کہ ستم رسیدہ خبابؓ بن ارت آئے اور کہا ۔ "یا رسول اللہ ! آپ ہمارے لیے دعا کیوں نہیں کرتے خدا سے مدد کیوں نہیں مانگتے ؟"

حضورؓ لیٹے ہوئے تھے اُٹھ کر بیٹھ گئے ۔ چہرہ مبارک سرخ ہو گیا ۔ فرمایا خدا کی قسم تم سے پہلے لوگ آروں سے چیرے گئے ۔ لوہے کی کنگھیوں سے ان کا گوشت نوچا گیا ، لیکن یہ چیزیں انہیں دین سے برگشتہ نہ کر سکیں ۔ فرمایا ۔ آج کے ماریں کھانے والو سن لو ! وَلَيُتِمَّنَّ اللّٰهُ هٰذَا الْاَمْرَ ۔ اللہ میرے دین کو غالب کرے گا ۔ اس کی منشاء پوری ہو کر رہے گی ؎

ہم دینِ ہُدیٰ کے پرچم کو اونچا ہی اُڑاتے جائیں گے
جو طوفانوں کے پالے ہوں کیا خوف انہیں طوفانوں کا

فقیر کا مادہ فقر ہے اور فقر کے تین حرف ہیں ۔ ف ق ۔ ر ۔ فؔ سے فاقہ ثابت ہوتا ہے ۔ قؔ سے قناعت اور رؔ سے ریاضت (تجلی قدرت)

توبہ

رئیس امروہوی

جو منافق بنائے مومن کو
ایسے کافر نظام سے توبہ
لوگ نانِ حرام پر ہیں دلیر
اور آبِ حرام سے توبہ

جنگ ۲۵ راگست ۸۶ء

اس تپش میں مثلِ دریا یوں سفر کرتا رہا
دم بدم اُڑتا رہا اور دم بدم بڑھتا رہا

چاند میں کتنی کشش تھی پھر بھی میں چھو نہ سکا
مَیں یہاں مجبور وہ بھی ڈوبتا چڑھتا رہا

کتنے چہرے اس شہر کی ریت پر تحریر تھے
راہیِ منزل مگر نقشِ قدم پڑھتا رہا

عکس بن کر وہ میرے دل میں اُترتا ہی گیا
نقش بن کر لوحِ بے تحریر پر گڑھتا رہا

ایک ہستی کے سہارے سے رہا اپنا ثبات
ظلم ہے سایہ نما گھٹتا رہا بڑھتا رہا

جناب سید وحید الزماں

زندہ ہو جاتے ہیں جو مرتے ہیں حق کے واسطے

راہ مولیٰ کا ایک خوش نصیب مسافر

شیخ ناصر احمد اوکاڑہ

اظہر محمود ابن شیخ ناصر احمد صاحب مرحوم

محترمی ابو جان نے ۱۸ ستمبر ۱۹۸۳ء بروز اتوار عیدالاضحیٰ کے روز خدا کے حضور ہنستے ہوئے اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا تو ایک شخص نے کہا کہ آسمانی تحفہ گم ہو گیا۔

واقعی میرے ابو جان آسمانی تحفہ تھے۔ عید کے روز جب انھیں سی۔ ایم۔ ایچ اوکاڑہ کینٹ لے جایا گیا تو تقریباً دس بجے کا وقت تھا۔ میں جب گیارہ بجے کے قریب ہسپتال پہنچا تو انھیں اسٹریچر پر لٹایا ہوا تھا جب میں ان کے سامنے گیا تو ہماری آنکھیں صرف پندرہ بیس سیکنڈ کے لیے ملی ہونگی۔ میں نے تو صرف مسکراتا ہوا کھلکھلاتا ہوا چہرہ ہی دیکھا لیکن معلوم نہیں تھا کہ یہ آخری ملاقات ہے۔

ملاقات سے یاد آیا کہ ہمارا سکول اوکاڑہ چھاؤنی میں گھر سے تقریباً دس میل کے فاصلے پر ہے میں چھ بجے سکول چلا جاتا۔ سکول سے آکر کام ختم کر کے آٹھ بجے رات کو سو جاتا لیکن ابو جان ساڑھے آٹھ بجے آتے۔ یعنی جب وہ دکان پر جاتے تو میں گھر نہ ہوتا اور جب دکان سے واپس آتے تو میں سویا ہوتا۔ ایسا تقریباً چھ سات دن مسلسل ہوا تو ایک دن وہ جلدی گھر آگئے اور کہنے لگے کہ آج سات دن بعد تم سے مل رہا ہوں، لیکن اب شاید ان سے ملاقات تو خواب میں ہی کر سکتے ہیں کیونکہ ۱۹۸۴ء کی عیدالاضحیٰ کے موقع پر ہم سب سے خواب میں ملاقات کر کے گئے۔ ابو جان بچوں کے شفیق باپ۔ والدین کے سعادت مند بیٹے۔ بیوی کے بہترین رفیق اور مددگار اور بہن بھائیوں کے لیے خوش نصیب بھائی تھے۔ والد کا اتنا خیال تھا کہ ایک نیا جوتا خریدتے اسے ایک ماہ تک پہنتے جب وہ بالکل اچھی طرح کھل جاتا اور اس کے پہننے سے تکلیف نہ ہوتی تو والد صاحب کی خدمت میں پیش کر دیتے۔

میری عمر ابھی چھ برس تھی کہ امی جان نے ابو جان سے کہا کہ اظہر نماز نہیں پڑھتا۔ مجھے بلایا اور پوچھا کہ کیا واقعی نہیں پڑھتے تو میرا جواب نفی میں تھا تو مجھے حکم دیا کہ فوراً مرغا بنو۔ اسی طرح ایک دن عشاء کی نماز سے پہلے باہر نکل گیا لیکن ہمسائے کے گھر جا کر ٹی وی دیکھنا شروع کر دیا۔ ابو جان باہر آئے تو انھیں ایک دوست مل گیا۔ جس کی وجہ سے انھیں واپس گھر جانا پڑا۔ میں سمجھا کہ ابو نماز پڑھ کر آگئے ہیں۔ میں بھی ان کے پیچھے آگیا اور کہا کہ میں نے

(باقی صفحہ ۳۹ پر)

دوسری قسط

جدید الیکٹرونکس

مکرم عبدالحمید صاحب ربوہ

اب یہ امر محتاج بیان نہیں رہا کہ دنیا کی ہر شے الیکٹرونز پروٹونز اور نیوٹرونز سے مرکب ہے مگر ہمارا یہ سوال اب بھی قائم ہے کہ ان اشیاء میں ظاہری اختلافات رنگ و بو اور ہیئت و کیمیت کس طرح قائم ہیں۔ بات یہ ہے کہ مختلف چیزوں کے ایٹموں میں الیکٹرونز و پروٹونز کی تعداد اور تناسب کا اختلاف ان کو ایک دوسرے سے مختلف بنا دیتا ہے۔ اسی طرح مختلف اشیاء کے مالیکیولوں میں ایٹموں کی تعداد کم و بیش ہونے کی وجہ سے ان کی شکلوں اور خاصیتوں میں اختلاف ہوتا ہے۔ مثال کے طور پر ایلومینیم کے ایٹم میں تیرہ پروٹون اور تیرہ الیکٹرون پائے جاتے ہیں تابنے کے ایٹم میں ۲۹ پروٹون اور ۲۹ الیکٹرون پائے جاتے ہیں۔ ہائیڈروجن گیس سب سے ہلکی شے ہے اس کے ایک ایٹم میں ایک الیکٹران اور ایک پروٹان ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ تمام چیزیں رنگ و شکل وغیرہ میں ایک دوسرے سے مختلف ہیں۔

بجلی کے متعلق قدیم نظریہ

ایک شیشے کی سلاخ اور ایک ریشمی کپڑے کا ٹکڑا لیں۔ ان کو آپس میں کچھ دیر زور سے رگڑیں تو آپ دیکھیں گے کہ شیشے کی سلاخ میں یہ خاصیت پیدا ہو جاتی ہے کہ وہ نہایت ہی ہلکی پھلکی اشیاء کو کشش کر کے اُٹھا لیتی ہے۔ اسی طرح سیاہ آبنوس کی لکڑی فلالین کے رگڑنے سے چھوٹے چھوٹے کاغذ کے ٹکڑوں اور تنکوں کو اُٹھا لیتی ہے۔ اس صورت میں ہم یہ کہتے ہیں کہ شیشہ اور آبنوس چارج ہو گئے ہیں یعنی ان میں "برقی خاصیت" پیدا ہو گئی ہے اب اگر دو چارج شدہ شیشے کی ڈنڈیاں دھاگوں سے باندھ کر پاس پاس لٹکائی جائیں تو وہ ایک دوسرے کو دور دھکیلیں گی یہی حال آبنوس کی دو چھڑیوں کا ہوگا۔ لیکن اگر ایک شیشے اور ایک آبنوس کی سلاخ چارج کر کے پاس پاس لٹکائی جائیں تو وہ ایک دوسرے کی جانب کشش کر کے کھنچی جائیں گی۔ اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ بجلی دو قسم کی ہے ایک مثبت (+) اور ایک منفی (-) شیشے کی سلاخ میں پیدا ہونے والی مثبت (+) ہوتی ہے اور آبنوس کی سلاخ میں پیدا ہونے والی منفی (-) اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ

ا۔ ایک ہی جیسے چارج یعنی دو مثبت یا دو منفی چارج ایک دوسرے کو دھکیلتے ہیں۔

ب۔ اور برعکس چارج ایک دوسرے کو اپنی طرف کھینچتے ہیں۔

اس طرح کی چارج شدہ اشیاء برق سکونی
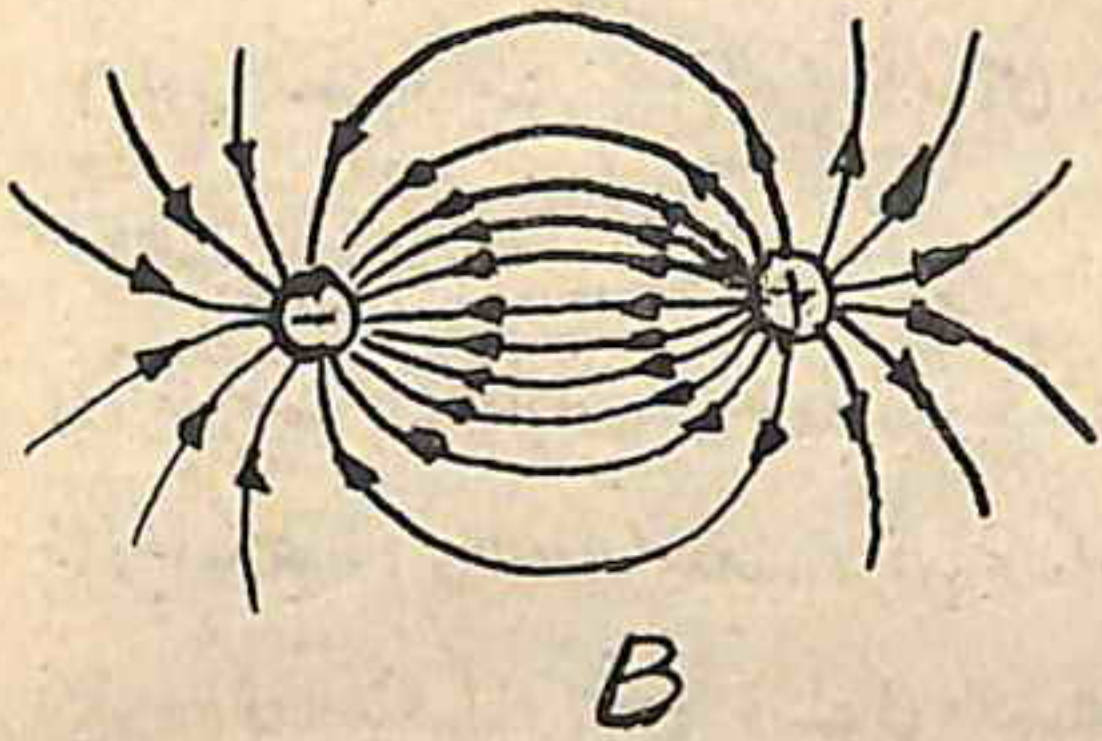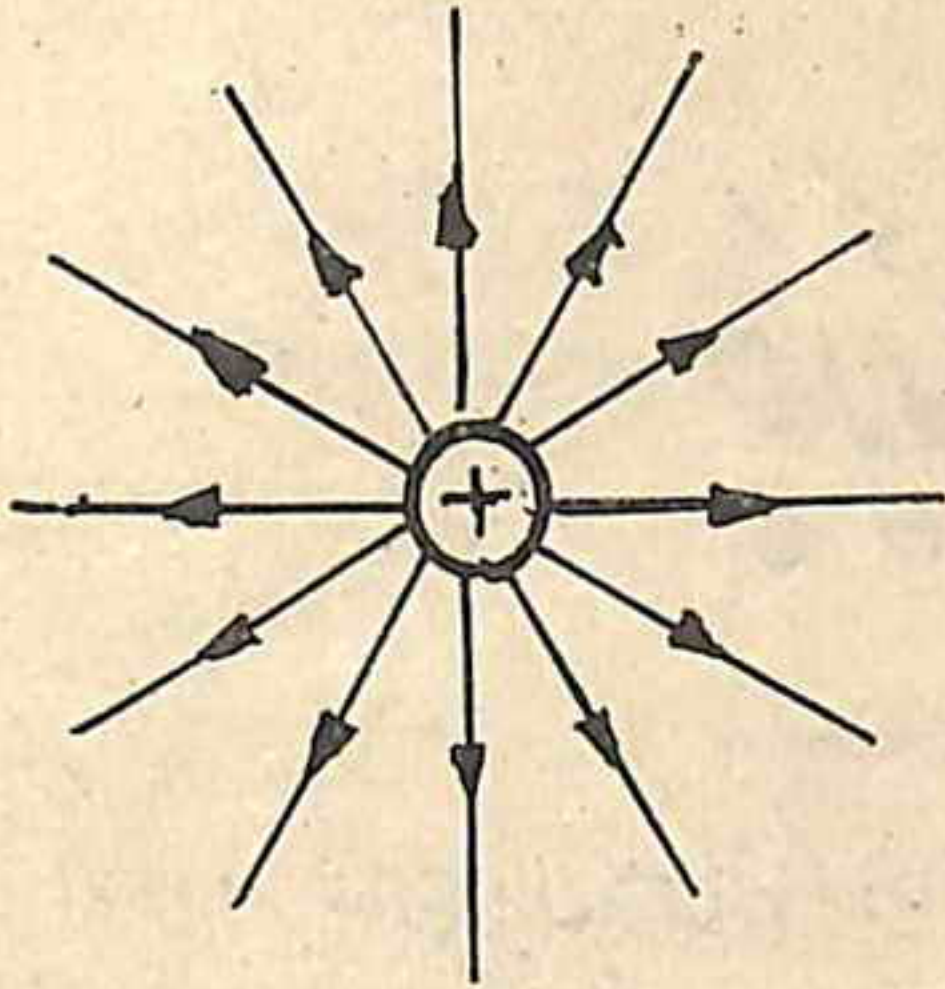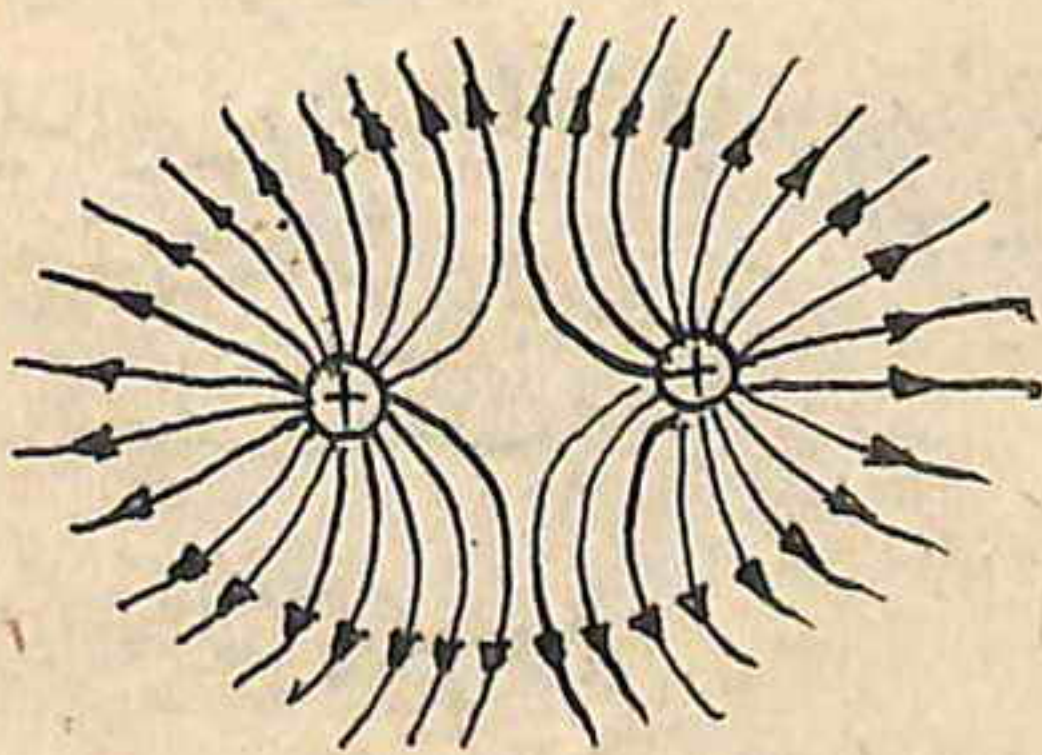
(ELECTROSTATIC) کہلاتی ہیں۔ ایسی صورت میں برقی رو نہیں چلتی بلکہ بجلی کا چارج جمع ہو جاتا ہے
پرانے زمانے میں لوگ بجلی کی یہ توجیہہ کرتے تھے کہ یہ ایک مائع اور سیال شے ہے۔ جو دو چیزوں کو رگڑتے وقت ایک سے دوسری میں چلی جاتی ہے اور یہ کہ جس میں یہ سیال زیادہ ہو وہ مثبت (+) اور جس میں اس کی مقدار کم ہو وہ منفی (-) کہلاتا ہے۔

بعد میں دو مائع چیزوں کا نظریہ پیش کیا گیا۔ مگر زمانہ حال کے نظریے نے ان سب پر خط تنسیخ پھیر دیا ہے اب تمام سائنسدان اس بات پر متفق ہیں کہ مثبت شے میں پروٹونز کی تعداد الیکٹرونز کی نسبت زیادہ ہوتی ہے اور منفی شے میں الیکٹرونز کی تعداد پروٹونز سے زیادہ ہوتی ہے اگر ایک چارج شدہ شے کو تار کے ذریعے سے زمین (ارتھ) سے ملا دیا جائے تو وہ اپنا چارج کھو دیتی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہوا کہ وہ زمین سے اپنے الیکٹرونز یا پروٹونز کی کمی کو پورا کر لیتی ہے جب ان کی تعداد برابر ہو جاتی ہے تو وہ شے اپنی عمومی حالت میں آجاتی ہے۔

چارج شدہ شے کے اردگرد برقی طاقت کی لائنیں مانی گئی ہیں جو کہ نظر نہیں آتیں۔ جہاں تک ان کا اثر موجود ہو اس کو (ELECTRIC FIELD) برقی میدان کہتے ہیں۔ دو ایک قسم کے چارج والی اشیاء کے دُور دھکیلنے کا موجب یہی لائنیں ہیں اور دو مختلف چارج والی اشیاء کی کشش کی ذمہ دار بھی یہی لائنیں ہیں۔
جیسا کہ ان اشکال سے ظاہر ہے۔

(جاری ہے)

☆ ☆ ☆

پرندے

تیسرا مضمون

بٹیر

ملک محمود احمد ناصر - ربوہ

بٹیر پاکستان کے تقریباً تمام علاقوں میں ملتا ہے۔ بٹیر کا گوشت خوش ذائقہ ہونے کی بنا پر بہت پسند کیا جاتا ہے اسی وجہ سے اس کا شکار بڑے پیمانے پر کیا جاتا ہے بہت سے لوگ بٹیر پالتے بھی بڑے شوق سے ہیں اور ان کی لڑائی پر سینکڑوں بلکہ ہزاروں روپے کی شرطیں بھی لگاتے ہیں۔

بٹیر ویسے تو ہمارے ملک کے ہر حصہ میں عام ملتا ہے لیکن شمال مغربی علاقہ میں موسم بہار میں نقل مکانی کی بدولت ان کی تعداد بہت زیادہ ہوتی ہے۔ ان دنوں میں بٹیر مکئی کے کھیتوں میں اکٹھے ہوتے ہیں جہاں سے انہیں جال کے ذریعہ سے پکڑا جاتا ہے۔ بٹیروں کی نسل کشی کا موسم مارچ سے مئی تک ہے لیکن بعض اوقات اس کے بعد بھی انڈے اور بچے مل جاتے ہیں۔ مادہ بٹیر ایک جھول میں تین سے بارہ تک انڈے دیتی ہے۔ یہ انڈے کھیتوں، فصلوں، جھاڑیوں یا گھاس پھوس کے ڈھیر میں سوراخ بنا کر دیئے جاتے ہیں۔

بٹیروں کی خوراک اناج، دانے اور بیج وغیرہ ہیں لیکن کیڑے مکوڑوں اور ان کے لاروں کو بھی یہ بڑے شوق سے کھاتے ہیں۔ بٹیر درختوں پر نہیں بیٹھتے زمین پر ہی رہتے ہیں اور خوراک بھی زمین پر سے ہی کھاتے ہیں بٹیر کی پرورش بانس کی تیلیوں سے بنے ہوئے پنجرہ میں رکھ کر کی جاتی ہے۔ ان پنجروں پر کپڑے کا غلاف چڑھا کر اندھیرا کر دیا جاتا ہے تاکہ ان بٹیروں کو لڑانے کے لیے خاص طور سے پرورش کی جائے۔ بٹیروں کی خوراک میں بہت سی مقویات اور دوائیاں استعمال کی جاتی ہیں اور اکثر بٹیر باز لڑائی سے پیشتر بٹیر کو نشہ بھی کرواتے ہیں۔ بٹیر کی لڑائی پر بڑی بڑی شرطیں بدی جاتی ہیں اور عموماً اس کا انجام انسانوں کی لڑائی کی صورت میں نکلتا ہے۔

پالتو بٹیر کو کھانے کے لیے کنگنی، باجرہ یا دلیا دیا جاتا ہے اور ان کے پنجرے میں پانی بھی ہر وقت موجود رہنا چاہیئے۔ پنجرے میں بٹیر کو گرمی، سردی سے محفوظ رکھنا چاہیئے۔ سردیوں میں ان کو پانی میں نہیں بھیگنے دینا چاہیئے ورنہ نمونیہ ہو سکتا ہے۔ گیلا ہونے پر کسی گرم جگہ رکھ کر خشک کر لیں۔

یورپ میں بٹیر پر کافی تحقیقی کام ہوا ہے اور ان کی پرورش مخصوص فارموں میں بڑے پیمانے پر کی جارہی ہے، ان فارموں پر بٹیروں کی بڑی تعداد پرورش کی جاتی ہے اور ان کے بچے مشینوں کے ذریعہ نکلوائے جاتے ہیں۔ ان بچوں کی پرورش مرغی کے چوزوں کی طرح کی

(باقی صد ۲۳ پر)

میری کالج کی زندگی کے پہلے دِن کی کچھ یادیں

(سلیم احمد بھٹی ۔ ربوہ)

ہر انسان کی زندگی میں ہزاروں تلخ اور سہانی یادیں بکھری ہوئی ہیں، لیکن بعض واقعات خاص موسموں میں رونما ہوتے ہیں۔ جب وہ موسم دوبارہ آتے ہیں تو یہی واقعات ہماری زندگی کی حسین اور تلخ یادیں بن جاتے ہیں اور ہر بار جب موسم اپنی ترتیب سے آتے جاتے ہیں تو انسان اُن موسموں کی یادوں میں کھو جاتا ہے۔ جوں جوں کالجوں میں نئی فسٹ ایئر کے آنے کا وقت قریب آرہا ہے، میرے اپنے فسٹ ایئر کے پہلے دن کے واقعات یادوں کی شکل میں دوبارہ میرے ذہن کے پردے پر فلم کی شکل میں آنے لگے ہیں۔ ان میں سے چند واقعات میں اپنے بھائیوں کی خدمت میں پیش کر رہا ہوں۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب میں دسویں جماعت میں پڑھتا تھا۔ میں ایک کتابوں کی دکان میں ایک کتاب خریدنے گیا۔ دکان کی پیشانی پر خوش خطی میں ایک مقولہ لکھا ہوا تھا میں اسے پڑھ کر بہت خوش ہوا۔ مقولہ یہ تھا "زندگی کے ساگر میں کتابیں روشنی کا مینار ہیں"۔ میں نے اسے صفحۂ ذہن پر تحریر کر لیا۔ دوسرے دن سکول گیا تو میں اپنے دوستوں کو یہ مقولہ سنانے کو بہت بیتاب تھا۔ میرے ساتھیوں میں سے ایک کے بڑے بھائی کالج میں تعلیم پا رہے تھے وہ کہنے لگا کہ حقیقت یہ ہے کہ اگر کتابیں ساگر زندگی میں روشنی کے مینار ہیں تو کالج اس ساگر کی بندرگاہیں ہیں۔ پہلے مقولے کی طرح یہ بات بھی مجھے بہت پسند آئی۔

ہمارے انگریزی کے استاد کہا کرتے تھے "میٹرک تک کی تعلیم تو کتاب علم کا دیباچہ ہے۔ صحیح معنوں میں علم کا پہلا ورق تو کالج ہی میں اُلٹا جاتا ہے"۔

غرضیکہ اس قسم کی باتیں سکول میں اکثر ہوتی رہتیں اور مہمیز شوق کو تازیانے کا کام دیتی رہتی تھیں انہیں باتوں میں وقت گذرتا گیا اور دسویں کے امتحانات شروع ہو گئے امتحانات ختم ہوئے تو سکول کے خیالات ہی جان نہیں چھوڑتے تھے۔ پھر ہم آہستہ آہستہ کالج کے رنگین خواب دیکھنے لگے۔ دسویں کے رزلٹ کے آؤٹ ہوتے ہی ہمارے "کالجیٹ" بننے کا خواب شرمندہ تعبیر ہوا۔ جب ہم داخلہ لینے کالج گئے تو ہمیں صرف ایک ہی احمدی لڑکا ملا جو ہمارا پرانا کلاس فیلو تھا کیونکہ مجھے بعض مجبوریوں کے تحت ربوہ میں داخلہ لینے کی بجائے فیصل آباد جانا پڑا۔ اس لیے ہمارا کوئی میٹرک کا کلاس فیلو وہاں نہ تھا۔

داخلے کے بعد ہمیں تقریباً ایک ماہ تک کالج کھلنے کا انتظار کرنا پڑا کیونکہ حکومت نے بعض خطروں کے پیش نظر کالجوں کو ایک ماہ کے لیے بند کر دیا تھا۔ اس طویل انتظار کے بعد جب کالج کھلے تو جناب نے بڑی ٹھاٹھ سے نیا یونیفارم زیب تن کیا۔ کوئی دس مرتبہ اپنے وجود کا جائزہ لیا۔ کیونکہ کالج کا کچھ زیادہ ہی رُعب و دبدبہ دل و

دماغ پر تھا اور مقررہ وقت سے بہت پہلے کالج کی دلفریب اور حسین زندگی کے جلوے سمیٹنے چل پڑے۔ گھر والوں نے رشک وحسرت کے جذبات سے ہمیں دیکھا۔ فول کے خیال سے ہماری خوشیوں میں لمحہ بھر کے لیے کمی آگئی اور پورا راستہ یوں معلوم ہوا کہ جیسے ہر شخص فرسٹ ائیر فول کا نعرہ لگا رہا ہو۔ یا اللہ خیر! ہم نے کچھ دعائیہ کلمے پڑھتے ہوئے کہ کہیں کوئی ناگوار بات نہ پیش آئے۔ کالج میں قدم رکھا۔ کالج میں کسی طالب علم کا نام ونشان نہ تھا کیونکہ ہم بہت جلد کالج پہنچ گئے تھے میں ایک پلاٹ میں لکڑی کے بنچ پر جلوہ فرما ہوا۔ تھوڑی دیر بعد فرسٹ ائیر کے لڑکے یوں کالج میں داخل ہوئے جیسے کالج کے اندر کوئی انسان دشمن مخلوق آباد ہے۔ کوئی آدھ پون گھنٹے کے اندر اندر بہت سے لڑکے اکٹھے ہو گئے۔ اور ہمارے چند نئے دوست (جو داخلہ لینے والے دن بنے تھے) بھی پہنچ گئے۔ بیچارے فرسٹ ائیر کے تمام لڑکے ایک ہی پلاٹ میں جمع ہو گئے اور جس سیٹ پر ہم جلوہ فرما تھے وہاں دس مزید لڑکے رونق افروز تھے اور دوسرے کھڑے لڑکے تھوڑی تھوڑی دیر بعد ہمارے اوپر ایک نگاہ ستم ڈالتے تھے۔ ان کو سیٹ کی ضرورت تھی مگر جناب ہم تو نشانہ خود کو تیس مار خاں تصور کرنے لگے تھے۔ لہٰذا جو کوئی بھی اٹھنے کو کہتا ہم بڑا سا سر ہلا کر انکار کر دیتے۔ آخر یہ سیٹ بھی یہ ستم کب تک برداشت کرتی۔ کیونکہ برداشت کی بھی کوئی حد ہوتی ہے۔ جس سیٹ پر دس گیارہ لڑکے جن کے دل اور دماغ کالج کی زندگی کی خوشی سے معمور تھے۔ ظاہر ہے جس کے دل و دماغ پر اتنا بوجھ ہو تو وزن میں تو اضافہ ہونا لازمی ہے۔ ایک وہ ستم کی ماری لڑکھڑائی ایک زوردار چیخ ماری اور گر پڑی اور اس کے ساتھ ہی ایک ہماری بھی کچھ دگنی آواز میں چیخ نکلی جس پر کالج کے تمام لڑکے جنہوں نے ہمیں فول بنانا تھا۔ دوڑے آئے اور اس ناخالص سیٹ نے اپنا تمام تر بوجھ ہماری ٹانگوں پر ڈال دیا۔ لڑکوں نے بڑی مشکل سے ٹانگیں نکالیں۔ ہم تو سب کچھ بھول بھال کر اپنی آنکھوں میں امڈتے آنسو روکنے لگے۔ آپ ضرور کہیں گے کہ

سر منڈواتے ہی اولے پڑے

ہمارے تو سارے جذبات صابن کی جھاگ کی طرح بیٹھ گئے اب ہم پر چھوٹے چھوٹے حملوں کا آغاز ہوا۔ ہم سب لڑکے کپڑے جھاڑنے میں مصروف تھے کہ ہم نے چند لڑکوں کو اپنی طرف آتے دیکھا۔ دل دھڑکنے لگا۔ ٹھنڈے پسینے چھوٹنے لگے۔ ہم دوڑنے کی سوچ ہی رہے تھے کہ وہ ہم پر سرخ روشنائی پھینک کر فول فول کا نعرہ لگاتے ہوئے چل پڑے۔ لیکن ہمارے کپڑوں پر پڑے سیاہی کے چھینٹے کسی کہنہ مشق فنکار کا شاہکار معلوم ہو رہے تھے۔ ہم ان لڑکوں کو ہزاروں کوسنے دیتے ہوئے اپنا سا منہ لیے (جو ناکام رونے کی کوشش میں اردو کے سات کا زاویہ بن چکا تھا) وہیں کھڑے کے کھڑے رہ گئے۔ اتنے میں ایک بڑا سنجیدہ سا لڑکا خراماں خراماں پاس سے گذرا۔ حیرت اور کچھ کچھ خوشی کے ساتھ بے یقینی کے عالم میں پوچھا۔ پلیز فرسٹ ائیر کا کمرہ کونسا ہے۔ ہماری حالت پر ترس کھاتے ہوئے وہ ہمیں اپنی راہنمائی میں کمرہ تک چھوڑ آیا۔ ہم بڑی شان سے نتھنے پھلائے کمرہ میں داخل ہوئے اور یہ دیکھ کر خوشی سے پاگل ہوتے ہوتے بچے کہ اتنے خوبصورت اور سجے ہوئے کمرے کالج میں ہوتے ہیں۔ یہاں کی پرکشش زندگی کے بارے میں ہم نے سپنوں کے جو تاج محل تعمیر کئے تھے وہ آنکھوں کے سامنے آ گئے۔ ہم نے بڑے آرام سے کتابیں

میز پر رکھیں اور خود صوفے پر دراز ہو گئے۔ اتنے میں کچھ پروفیسر صاحبان اندر داخل ہوئے اور ہمیں دیکھتے ہی ان کا غصہ بھاپ بننے کے نقطے سے بھی اوپر پہنچ گیا۔ اور ہمیں وہاں سے نکال باہر کیا۔ کیونکہ وہ سٹاف روم تھا۔ سو ہے حکم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات کے مصداق ہم نے غصے کو سیون اپ کی بوتل سمجھ کر پی لیا۔

اب ہم نے سوچا کہ بجائے اس کے کہ ہم مزید فول بنیں کالج کی لائبریری میں جا کر اخباروں کا مطالعہ کرتے ہیں۔ اس خیال کے ساتھ ہم اپنی نئی فائل بغل میں دبائے لائبریری کے اندر منہ اُٹھائے گھستے چلے گئے کہ اتنے میں ہمارے کانوں نے یہ فقرے سُنے کہ اِدھر تشریف لائیے آپ کا کیا کام ہے؟ پھر ہم نے تو بھاگنے میں ہی عافیت سمجھی۔ ابھی ہم اسی ارادے پر عمل درآمد کرنے کی سوچ ہی رہے تھے کہ ستم اور ہوا کہ "پڑھائی شروع ہوئی نہیں اور آ گئے ہیں لائبریری میں۔" ساتھ ہی اس کے پھر وہ بے ہنگام قہقہے جنہیں ہمارے کان برداشت نہ کر سکے اور اُلٹے پاؤں باہر بھاگے۔ ہم اپنی شرمندگی مٹانے کی ناکام کوشش کر ہی رہے تھے مگر ایسی قسمت ہماری کہاں۔

ابتدائے کالج ہے روتا ہے کیا
آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

اس دوران میں نے دیکھا کہ دو تین لڑکے میری تاک میں ہیں میرے کمرے سے باہر نکلتے ہی وہ میرے سامنے آ گئے۔ اُنھوں نے بڑے ادب سے مجھے سلام کیا اور پوچھا کہ میں یہاں کیسے آیا ہوں۔ میں نے بڑی مشکل سے اپنے آپ پر قابو پا کر ان کے سوال کا جواب دیا۔ جب میں نے کہا کہ میں فرسٹ ایئر کا طالب علم ہوں تو وہ فوراً پکار اُٹھے۔ "پھر تو آپ ہمارے ساتھی ہوئے۔ آیئے آپ کو چائے پلائیں۔" میں ان کے ساتھ چل دیا، لیکن مجھے ایسا محسوس ہونے لگا جیسے میں ایک چور ہوں اور یہ مجھے گرفتار کر کے لیے جا رہے ہیں۔ وہ مجھے کینٹین میں لے گئے۔

وہ دونوں دو کرسیوں پر بیٹھ گئے اور مجھے کہنے لگے "کرسی پر تشریف رکھیئے۔" میں شکریہ کہہ کر کرسی پر بیٹھنے لگا کہ اتنے میں زمین میرے پاؤں کے نیچے سے کھسکتی محسوس ہوئی اور میں خیال کرنے لگا جیسے میں فضا میں معلق ہو گیا ہوں اور پھر مجھے ایک جھٹکے نے فضا سے چاروں شانے چت گرا دیا۔ میری آنکھوں کے سامنے اندھیرا چھا گیا۔ میرے میزبانوں نے مجھے اپنے گھیرے میں لے لیا اور بڑے پیار و آرام سے مجھے اُٹھانے لگے۔ وہ ایک دوسرے کو دیکھ کر آنکھوں ہی آنکھوں میں مسکرا رہے تھے، لیکن میرے ساتھ بڑی ہمدردی جتا رہے تھے۔ انھوں نے مجھے بازوؤں سے پکڑ کر اوپر اُٹھایا۔ میں کپڑے جھاڑ کر کھڑا ہوا اور ابھی یہ جائزہ لینے ہی والا تھا کہ مجھے کہاں کہاں چوٹ آئی ہے کہ ان میں سے ایک بے ساختہ میرے ساتھ بغلگیر ہو گیا اور پھر وہ دونوں مجھے حیران و پریشان اور ہکا بکا چھوڑ کر نو دو گیارہ ہو گئے۔

میں سوچنے لگا خدایا کیا یہی وہ کالج ہے جس کا خواب میں کئی سالوں سے دیکھ رہا تھا۔ کیا یہ وہی بحر علم کی بندرگاہ ہے۔ جس کی نشاندہی میرے سکول کے ساتھی کیا کرتے تھے میں سوچوں کے تانے بانے بنتا لڑکوں کی ایک ٹولی کے پاس سے گذرا تو سب یک زبان ہو کر پکار اُٹھے۔ فرسٹ ایئر فول۔ میں نے پیچھے مڑ کر دیکھا تو سب تالیاں پیٹنے

لگے ۔ مَیں کچھ نہ سمجھا کہ یہ کیوں ہنس رہے ہیں ۔ میں جدھر سے گذرتا لڑکے میری پشت کو دیکھ کر پکار اُٹھتے ۔ فرسٹ ائیر فول ۔

مَیں کٹی ہوئی پتنگ کی طرح پھر رہا تھا کہ میرا ایک نیا ساتھی مل گیا تو مجھے پریشان حال دیکھ کر کہنے لگا " تمہارے ساتھ بھی دو دو ہاتھ ہو گئے ہیں " مَیں نے حیرانی سے پوچھا کہ کیا بات ہے اس نے میری پشت سے ایک کاغذ اُتارا جس پر لکھا تھا ۔ فرسٹ ائیر فول اور میرے ہاتھ میں تھماتے ہوئے بولا یہ دیکھو ! مَیں اسے دیکھ کر ہکّا بکّا رہ گیا ۔ اس نے کہا فکر کی بات نہیں ۔ میرے ساتھ بھی اسی طرح گذری ہے ۔

ابتدائی چند دن تو اسی کشمکش میں گزرے مگر تھوڑے ہی عرصے بعد ہم کالج کے پُرانے رفیقوں میں گھل مل گئے شاید کسی کے ذہن میں یہ خیال آئے کہ ہم نے بعد میں آنے والوں کے ساتھ وہی کچھ کیا ہوگا جو ہمارے ساتھ ہوا تھا تو یقین مانیے ایسی کوئی بات نہیں ہوئی ۔ اس میں کوئی خود ستائی نہیں ۔ اپنے پر گزرنے والے حالات کا تصور کر کے دل نہیں مانتا کہ ہم بھی ان بیچاروں کے ساتھ ویسا ہی کریں ۔ ہم نے اور ہمارے ساتھیوں نے ہمیشہ نئے آنے والے کا محبت کے ساتھ کھلے دل سے استقبال کیا ہے اور کسی کو " مِس گائیڈ " نہیں کیا ۔ دیکھ لیں آپ کو بھی تو سیدھی راہ ہی بتا رہے ہیں ۔

> حاسد تمہاری خوشی سے غمگین ہوتا ہے یہ اس کیلئے کافی ہے تمہیں انتقام کی ضرورت نہیں وہ خود اپنی آگ میں جل رہا ہے ۔
> (حضرت عثمان غنی رضؓ)

بقیہ :- بٹیر از صہ ۱۹

جاتی ہے اور بڑا ہونے پر گوشت کے لیے استعمال کئے جاتے ہیں ۔ اگر بٹیر اس مقصد کے لیے رکھنے ہوں اور بڑی تعداد میں پرورش کئے جا رہے ہوں تو پھر انہیں مرغی کے چوزوں کا راشن دیا جا سکتا ہے اور ان کی طرح ہی پرورش کی جاتی ہے ۔ اگر بٹیروں کے پانی کے برتنوں کے نیچے یا نزدیک ہر وقت نمی رہے تو ان میں ایک مرض پیدا ہو جاتا ہے ۔ جسے کوکسی ڈیوسس کہتے ہیں ۔ اگر یہ مرض پیدا ہو تو پھر ان کے پینے کے پانی میں سلفا میزاتھین ۱/۲ ۳۳ فیصد ایک اونس فی گیلن یا سلفا کینوکسلین دو اونس فی تین گیلن پانی تین سے پانچ روز تک دیا جاتا ہے ۔

بٹیر کا گوشت نہایت لذیذ اور عمدہ ہوتا ہے اور اسی لیے بٹیر بڑی قیمت پاتے ہیں اگر جنگلی بٹیر کچھ روز کے لیے رکھنے ہوں تو اُن کو پنجروں میں رکھ کر باجرہ ، چینا ، کنگنی وغیرہ کھانے کو دی جاتی ہے جبکہ پانی ہر وقت موجود رہنا چاہیئے ۔

پالتو بٹیر کو بعض اوقات جوئیں بھی پڑ جاتی ہیں اس صورت میں ان کے پروں میں نیگوواں مل جاتی ہے اگر پیٹ میں طفیلی پیدا ہو جائیں تو آٹے میں پیپرازین دیں اس کی خوراک ایک گرین فی ۱/۲ ۱ اونس دانہ ہے اور یہ دانہ بٹیر کے سامنے سارا دن موجود رہنا چاہیئے ۔

٭ ٭ ٭

جو دل میں ہے وہی ہو زباں پر تو ٹھیک ہے
چھائے یقیں ہمارا گماں پر تو ٹھیک ہے

اپنے گلی محلے کے حالات جان لیں
پھر تبصرہ ہو سارے جہاں پر تو ٹھیک ہے

انصاف یہ ہے دیکھیں سبھی کو بیک نظر
قدغن نہ ہو کسی کے بیاں پر تو ٹھیک ہے

چلنے کو آپ چلتے رہیں اور چلیں اگر
اُن کے قدم قدم کے نشاں پر تو ٹھیک ہے

ہم تو یہ چاہتے ہیں رہیں وہ یہاں مگر
رہنا پڑے انہیں جو وہاں پر تو ٹھیک ہے

سُنتے ہیں آنسوؤں سے اثر ہے قریب تر
ہر تان اپنی ٹوٹے فغاں پر تو ٹھیک ہے

طے کر رہے ہیں گرچہ توکّل کی منزلیں
پھر بھی ہو غور سود و زیاں پر تو ٹھیک ہے

تم نے نسیم دیکھ کے ہر سمت شور و شر
تالے لگالئے ہیں زباں پر تو ٹھیک ہے

شذرات

عالمِ اسلام کا المیہ

(مرسلہ : محترم مولانا غلام باری سیف صاحب)

ایم اے لطیف
عارف والا

اسلامی ممالک میں قائم نظام ہائے حکومت کا جائزہ لیں تو مراکش سے لے کر انڈونیشیا تک مسلمان ممالک کی اکثریت تھوڑے تھوڑے فرق سے ایسے نظامہائے حکومت کی رسیا نظر آتی ہے جن میں عوام کا عمل دخل نہ ہونے کے برابر ہے۔ اس وقت دنیا میں (بشمول اسلامی ممالک) تین نظامہائے حکومت قائم ہیں۔

۱۔ جمہوریت
۲۔ سوشلزم
۳۔ آمریت (اس میں فوجی حکومتیں اور بادشاہتیں بھی شامل ہیں)

خدا لگتی تو یہ ہے کہ پوری دنیائے اسلام میں اس وقت ایک مسلمان ملک بھی ایسا نہیں جو جدید جمہوری انداز کا حامل ہو اور جہاں کے عوام کو وہ تمام جمہوری حقوق و مراعات حاصل ہوں جن کا تصور جمہوری نظام حکومت میں دیا گیا ہے یا جس کا ایک شوخ نقش مغربی دنیا کے جمہوری ممالک میں نظر آتا ہے یا یوں کہہ لیجئے کہ سب سے بڑھ کر اور سب سے پہلے اسلام نے جو جمہوری حقوق انسانوں کو عطا کئے تھے ان کا آج کسی اسلامی ملک میں تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ معمولی فرق کے ساتھ پوری دنیائے اسلام میں جبر پر مبنی نظامہائے حکومت قائم ہیں ان میں بادشاہتیں بھی ہیں اور فوجی آمریتیں بھی اور جہاں سوشلزم کو اپنانے کا دعویٰ ہے وہاں بھی جمہوری اقدار کو تہس نہس کر دیا گیا ہے اور سوشلسٹ نظام زندگی کا عکس کہیں بھی نظر نہیں آتا۔ کچھ ممالک وہ ہیں جہاں اسلام کے نام پر عوام کے حقوق کو پامال کر دیا گیا ہے۔ میری ایماندارانہ رائے یہ ہے کہ آج عالم اسلام کو جن پیچیدہ اور مشکل حالات کا سامنا ہے ان کی بڑی وجہ ان کے نظام ہائے حکومت ہیں جن میں جبر ایسے عنصر کو مرکزی حیثیت دیدی گئی ہے اور حکمران طبقہ خواہ وہ عوام کے منتخب نمائندوں پر مشتمل ہے یا بادشاہ ہے یا فوجی۔ اس کا مطمح نظر صرف اپنے اقتدار کا تحفظ اور اس کے لیے ہر جائز و ناجائز حربے کا استعمال ہے۔

اسلام کے تعلق یا حوالے سے آزاد ہو کر دیکھئے اور سوچئے کہ کونسا مسلمان ملک ہے جہاں عوام کو صحیح معنوں میں شریک اقتدار کر کے ان پر بھروسہ کیا جاتا ہے۔ مسلمان ممالک میں حکمران طبقوں کا عمومی طرز عمل یہ ہے کہ وہ عوام کو ماتحت اور غلام سمجھ کر ان سے سلوک کرتے ہیں اور اس سلوک کے نتیجے میں مسلمان ممالک کے معاشرے حکمرانوں اور ماتحتوں یا زیادہ واضح الفاظ میں فاتحین اور مفتوحین میں تقسیم ہو گئے ہیں۔ حکمران اپنے آپ کو عوام میں سے ہونے کے لیے تسلیم کرنے پر

تیار نہیں۔ وہ حقوق جو مسلمانوں کو اسلام نے دیئے تھے ان کا عملی نفاذ دیکھنے کے لیے آنکھیں ترس رہی ہیں۔ اسلام کے نعرے اور دعوے بہت سننے میں آرہے ہیں لیکن کیا کسی اسلامی ملک کے حکمران کو اس کی کوتاہیوں غلط پالیسیوں اور قومی مفادات کے خلاف کام کرنے پر اس انداز میں ٹوکا جا سکتا ہے جو ان کے لیے احتساب کا اشارہ اپنے اندر رکھتا ہو؟ فی الوقت میں ایران کو اس زمرے میں شامل نہیں کرتا وہاں ایک انقلاب رونما ہوا ہے لیکن انقلاب کا یہ عمل ابھی مکمل نہیں ہوا ابھی اس راہ میں بڑی مشکلات حائل ہیں ہزاروں نشیب و فراز کا سامنا ہے اور یقین کے ساتھ نہیں کہا جا سکتا کہ آگے چل کر یہ انقلاب کیا رُخ اختیار کرے گا کیونکہ ؎

ہزاروں لغزشیں حائل ہیں لب تک جام آنے میں

میرے نزدیک اس وقت عالم اسلام کو جن خطرناک اور سنگین حالات کا سامنا ہے ان کے پیدا کرنے میں مسلمان ممالک برابر کے شریک ہیں۔ یہ درست ہے کہ دنیائے اسلام کے دشمن اسلام کی مخالفت کے حوالے اور سامراجی طاقتوں کی بندر بانٹ نیز ان کے عالمی مفادات نے بھی عالم اسلام کو طرح طرح کے خطرات سے دوچار کر رکھا ہے لیکن امر واقعہ یہ ہے کہ مسلمان ممالک میں اس وقت جو مختلف نظامہائے حکومت پائے جاتے ہیں وہ ایسے نہیں کہ عوام کو شریک اقتدار ہونے کا احساس ہو اور حکمران طبقے پر احتساب کی گرفت کے لیے کوئی قانون موجود ہو۔ یہ صورت حال تحریر و تقریر پر طرح طرح کے قدغن سے بھی پیدا ہو گئی ہے۔ جب تک مسلمان ممالک میں ایسے نظامہائے حکومت کی داغ بیل نہیں ڈالی جاتی جن سے عوام کو صحیح معنوں میں شریک اقتدار کیا جائے اور وہ محسوس کریں کہ انہیں امور مملکت میں پورا پورا اختیار حاصل ہے اس وقت تک جبر کی زنجیریں نہیں ٹوٹ سکیں گی۔

کہنے کو اور بھی بہت سی باتیں ہیں کیونکہ عالم اسلام تو سراپا مسائل ہے صحت، تعلیم، تجارت، صنعت و حرفت، زراعت، دفاع زندگی کا کونسا شعبہ ہے جن میں مسلمان ممالک دوسروں کے محتاج اور ان کے رحم و کرم پر نہیں لیکن یہ سارے مسائل ان کے غلط معاشی نظام اور عوام کے حقوق سے عاری سیاسی نظام یا نظام حکومت ہی کی پیداوار ہیں بلکہ معاشی نظام کو بھی سیاسی نظام ہی کا حصہ قرار دیا جانا چاہیئے۔ اس نقطۂ نظر سے تو اصلاح کی ساری کاوشیں صرف اس سیاسی نظام کی ترویج و نفاذ تک محدود ہو جانی چاہئیں جو عوام کے حقوق کے تحفظ کی ضمانت دے سکے۔ باقی سارے مسائل عملاً عوام کے حقوق کے زمرے میں ہی آتے ہیں ایک غلط نظام حکومت کی بدولت دنیائے اسلام غیروں کی نگاہ میں تضحیک کا سامان بنی ہوئی ہے تاریخی تناظر میں دیکھا جائے تو یہ مرض بڑا دیرینہ ہے اور دنیائے اسلام میں آمریت کے فروغ کے ساتھ ہی پیدا ہوا تھا جب تک عوام کو ان کے حقوق حاصل رہے اور وہ ان حقوق سے بہرہ ور ہو کر شریک اقتدار ہونے کے احساس سے سرشار تھے وہ دنیا میں سرفراز رہے اب صدیوں سے جمہوری انداز سے محروم نظام حکومت نے ان پر اپنا تسلط جما لیا ہے۔ اس لیے وہ مسلسل زوال و انحطاط سے دوچار چلے آرہے ہیں۔ غلط نظام حکومت نے ان کی فکری صلاحیتوں کو بھی مفلوج اور منجمد کر کے رکھ دیا ہے۔ صدیوں سے مسلمانوں میں کوئی فکری تحریک بھی جنم نہیں لے سکی۔ ایک مغرب اور دوسرے غیر مسلم ممالک میں جنہوں نے مذہب اور سیاست کو الگ الگ کرنے کے باوجود اپنے عوام کو ان

(باقی صفحہ ۳۵ پر)

آپ کی بیاض سے

پسندیدہ اشعار

انور حسین ——— کراچی

کر توکل جس قدر چاہے کہ اک نعمت ہے یہ
یہ بتا دے باندھ رکھ اونٹ کا گھٹنا بھی ہے

اقبال احمد منیر ——— کوٹ احمدیاں

چلتے کاموں میں مدد دینے کو سب حاضر ہیں
جب بگڑ جائیں فقط ایک خدا ہوتا ہے

بشیر الدین ——— لاہور

وہ مزہ دیا تڑپ نے کہ یہ آرزو تھی یا رب
میرے دونوں پہلوؤں میں دل بے قرار ہوتا

بشیر احمد ——— ملتان

مرا مکتب زمانے سے الگ ہے
سبق لیتا ہوں میں نادانیوں سے

عبد الصبور خان ——— ربوہ

اگر مرنا ہی ہے تجھ کو تو یوں مر صحنِ مقتل میں
ادھر بسمل تڑپتا ہو ادھر قاتل پھڑکتا ہو

عبد الخالق ناصر ——— حیدر آباد

لہروں سے گھبرانے والو کون تمہیں سمجھائے
سیپ تو ساحل پر ملتے ہیں موتی ہیں کچھ دور

عبید اللہ ——— کراچی

پہنچنا داد کو مظلوم کی مشکل ہی ہوتا ہے
کبھی قاضی نہیں ملتا کبھی قاتل نہیں ملتا

عبد العزیز ——— قصور

ناز کیا اس پہ جو بدلا ہے زمانے نے تمہیں
مرد وہ ہیں جو زمانے کو بدل دیتے ہیں

عبد المنان ——— راولپنڈی

لکھیں گے لہو سے افسانے تاریخ کو پھر دہرائیں گے
رکھے گا زمانہ یاد جسے وہ نقشِ وفا بن جائیں گے

نرینہ اولاد سے محروم بے اولاد عورتوں کیلئے
دواخانہ حکیم نظام جان
حکیم انوار احمد جان
چوک گھنٹہ گھر
گوجرانوالہ
فون ۲۹۹۷
اقصیٰ چوک
ربوہ فون ۵۵۸
پوسٹ بکس
۲۲۲

مضبوطی میں
بے مثال
کارکردگی میں
لاجواب
HERCULES
ہرکولیس
امپورٹڈ میٹریل سے تیار شدہ
HERCULES
ہر قسم کی گاڑیوں کے سسپنشن بش اور کمانی سپیشلسٹ
میاں بھائی
۱۰ منٹگمری روڈ۔ لاہور۔ فون نمبر۔
223372
223373
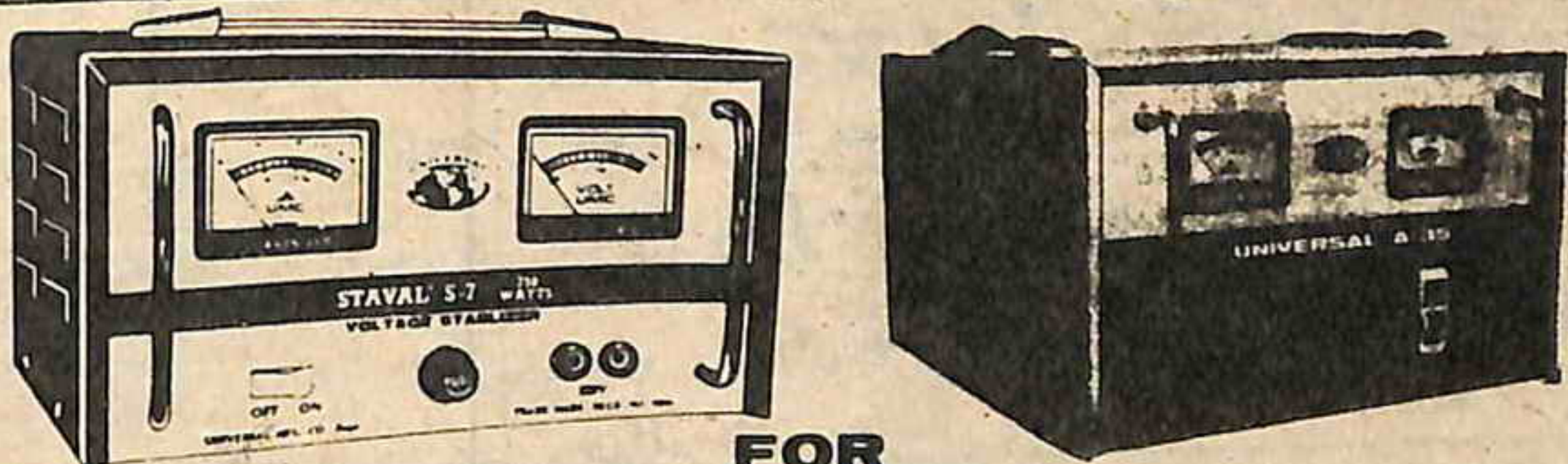
UNIVERSAL
VOLTAGE
STABILIZER
STAVAL S-7
UNIVERSAL A 35
FOR
REFRIGERATORS
DEEP FREEZERS T.V. &
AIR-CONDITIONERS
یونیورسل الیکٹرونکس
۲۲۔ لیسین سٹریٹ
ہال روڈ۔ لاہور فون: ۶۱۷۶۵
۵۶۴۹۰
۳۲۲۷۵

سائنس کے جدید اُفق

لیزر ویلڈر

کاواساکی سٹیل کارپوریشن (جاپان) نے کاغذ سے بھی باریک سٹیل کی پلیٹوں کو لیزر مشین سے جوڑنے کا طریقہ ایجاد کر لیا ہے یاد رہے کہ یہ اپنی نوعیت کا منفرد اور واحد طریقہ ہے اور اسے لیزر شعاع ویلڈر ٹیکنالوجی کے اُصول پر ترتیب دیا گیا ہے اس ویلڈنگ مشین سے ۱۵ء۰ ملی میٹر موٹی اور ۵۰۰ تا ۱۰۰۰ ملی میٹر لمبی پلیٹیں ایک سرے سے دوسرے سرے تک اس طرح جوڑی جاتی ہیں کہ بظاہر ان میں جوڑ لگا محسوس نہیں ہوتا پلیٹوں کو جوڑنے اور کاٹنے کا طریقہ کار خود کار نظام سے مربوط ہے اور اسے استعمال کرتے ہوئے پیدا شدہ حرارت سے انتہائی باریک پرزے ٹوٹنے پھوٹنے سے بھی محفوظ رہتے ہیں اس مشین سے لگائے گئے ٹانکے اور جوڑ عام طریقوں کی نسبت زیادہ مضبوط اور دیرپا تسلیم گئے گئے ہیں۔

سرطان کا علاج

جدید طبی تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ انسانی جسم میں قدرتی طور پر پیدا ہونے والا کیمیائی مادہ "انٹرلیوکین - ۲" سرطان کی بعض حالتوں کی روک تھام میں بے حد موثر ثابت ہوتا ہے۔ بوسٹن کے طبی ماہرین اور سائنس دانوں نے ایک دوسرے کیمیائی مادے یعنی "انٹرلیوکین ۴ - اے" کو بھی سرطان اور ایڈز کے خلاف انتہائی موثر قرار دیا ہے اور کہا ہے کہ اس مادے سے انسان کی قوت مدافعت میں بے حد اضافہ ہو جاتا ہے جو کہ ایڈز پر قابو پانے کے لیے بالخصوص ضروری تصور کیا جاتا ہے۔ طبی ماہرین کے مطابق "انٹرلیوکین ۴ - اے" سرطان کے خلیات کو تباہ کرنے کے لیے اس طرح کے موجود تمام مادوں پر فوقیت رکھتا ہے اور مستقبل قریب میں اس پر ہونے والی مزید تحقیقات سے روشن نتائج برآمد ہونے کی بھی اُمید ہے

اُجالا کرنے والی عینک

امریکہ کی بری و فضائی فوج کے ہیلی کاپٹر پائلٹوں کو ایسی عینکیں مہیا کی گئی ہیں جن کو استعمال کرنے سے رات کی تاریکی صبح کے اُجالے میں تبدیل ہو جائے گی۔ یہ نظام ہلمٹ سے پیوست ہو گا اور ایسی عینکوں سے صرف چاند اور ستاروں کی روشنی کی نشاندہی ہو گی لیکن یہ روشنی خود کار نظام کے ذریعے سپیدۂ سحر میں تبدیل ہو جائے گی۔ اس ایجاد کو پائلٹ حضرات کے علاوہ زمینی استعمال کے لیے بھی بروئے کار لایا جا سکتا ہے۔

بچپن کی خوراک

طبی ماہرین اور حکام اس بات کا انتباہ کرتے رہتے ہیں کہ بچپن میں استعمال کی گئی خوراک کے اثرات باقی ماندہ زندگی میں کئی قسم کی بیماریوں کا موجب بنتے ہیں جن سے زندگی کو خطرہ بھی لاحق ہوسکتا ہے۔ آسٹریلوی حکام نے ۵ ہزار بچوں کی خوراک کا ۲۴ گھنٹے کا مکمل ریکارڈ رکھنا شروع کر دیا ہے تاکہ بچوں کی خوراک کی عادات اور ان کی زندگی کو خطرات کا اندازہ کیا جا سکے۔ بچپن میں خوراک سے پیدا ہونے والی بیماریوں میں بلڈ پریشر، ذیابیطس اور مختلف انواع کے سرطان خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔

جین تھیراپی

جین تھیراپی سے خون نہ جمنے کا علاج دریافت کر لیا گیا ہے۔ اس نئے طریقہ علاج سے "واحد جین بیماریاں" مثلاً سسٹک فائبروسس، ہیموفیلیا اور سکل سیل انیمیا جیسی امراض کا خاتمہ متوقع ہے۔ یہ طریقہ علاج ۱۹۸۴ء میں ٹیکساس میں اے ڈی ایچ کی کمی سے وفات پا جانے والے بچے پر تحقیق کے سلسلہ میں سامنے آیا ہے۔ یاد رہے کہ امریکہ میں اے ڈی ایچ کی کمی کا شکار ہونے والے بچوں کی تعداد ایک تا تین فیصد ہے اس بیماری کے سلسلہ میں جین تھیراپی کو بے حد موثر پایا گیا ہے۔ کیونکہ جین تھیراپی جسم کے اندر اے ڈی ایچ انزائمز پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہے جو کہ اس بیماری کے دوران حقیقی معنوں میں تباہ ہو جاتے ہیں۔ اے ڈی ایچ انزائمز کی کمی کی وجہ سے دیگر مضر صحت اثرات کے علاوہ سب سے زیادہ خرابی زہریلے مادوں کے جمع ہونے سے جنم لیتی ہے۔ جو کہ بالآخر انسان کی قوت مدافعت کم کر دیتے ہیں۔

دھاتوں سے ڈھانچے بنائیے

مغربی جرمنی کے سائنس دانوں نے ایک ایسا خودکار نظام ایجاد کیا ہے۔ جس سے پگھلی ہوئی دھاتوں کو مختلف کیمیائی مرکبات کے باہم عمل سے انتہائی خوبصورت اور دیدہ زیب ڈھانچوں میں ڈھالنا ممکن ہو جائے گا۔ یہ نظام بظاہر اڑھائی میٹر لمبا ٹینک دکھائی دیتا ہے، جو کہ پاٹپ لاٹنوں سے ترتیب دیا گیا ہو اور اس نظام کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ اسے ہر جگہ بآسانی لے جایا جا سکتا ہے۔ جرمن ماہرین کے مطابق اس عمل کے دوران سل کون اور سلفر کو پگھلی ہوئی دھات سے بآسانی علیحدہ بھی کیا جا سکتا ہے۔ انہی خوبیوں کی بنا پر اب اسے صنعتی تحقیق اور دھاتوں کی جانچ پڑتال جیسے اہم مقاصد کے لیے استعمال کیا جانے لگا ہے۔

گلبو کا استعمال

صدف سے حاصل کردہ گلبو دانتوں کو جوڑنے داڑھوں میں موجود خالی جگہوں کو پُر کرنے، ہڈیوں کی مرمت اور ٹھوس اعضاء کو آلودگی سے محفوظ رکھنے کے لیے استعمال ہوا کرے گی۔ اس کا انکشاف امریکی یونیورسٹی اور نیشنل انسٹی ٹیوٹ آف ڈینٹل ریسرچ نے باہمی طور پر کیا ہے اس قدرتی گلبو کے کیمیائی تجزیہ کے بعد معلوم ہوا ہے کہ یہ "۱۰-امینو ایسڈ" کا مجموعہ ہے۔ لہٰذا اسے اب غیر قدرتی طریقوں سے مختلف کیمیائی مرکبات کے خاص اشتراک سے تیار کرنا ممکن ہو جائے گا۔ اس گلبو سے جوڑے گئے انسانی اعضاء کسی بھی کیمیائی مرکب سے بہتر قرار دیئے گئے ہیں۔

عمارتوں میں نمکیات کا ارتکاز

لاہور کی عمارتوں میں نمکیات کے ارتکاز پر تحقیق کے دوران معلوم ہوا ہے کہ ہمارے یہاں کی عمارتوں میں بھر بھرا پن اور ٹوٹ پھوٹ کی اصل وجہ یہ ہے کہ سوڈیم کا رلونیٹ کے ہائیڈرس اور این ہائیڈرس حالت میں درجہ حرارت کے گھٹنے بڑھنے کی وجہ سے حجم میں تبدیلی رونما ہوتی ہے۔ اس مسلسل عمل کے دوران حجم میں تین گنا اضافہ اور الٹ صورت میں تین گنا کمی واقع ہو جاتی ہے۔ اس عمل کے بار بار وقوع پذیر ہونے سے پلستر اور اینٹیں ٹوٹ پھوٹ اور بھربھرے پن کا شکار ہو جاتی ہیں۔ اس عمل سے بچاؤ کے لیے ماہرین نے کہا ہے کہ پوری طرح پکی ہوئی اینٹیں استعمال کی جائیں اس کے علاوہ ریت، سیمنٹ بجری اور اینٹوں میں نمکیات کی مقدار ۵ فیصد سے کم ہونی چاہیئے۔ اس تحقیق کے لیے کوٹ لکھپت جیل کی عمارت کا انتخاب کیا گیا تھا۔

حساس ترین ریڈار سسٹم

برٹش ائیر سپیس والوں نے ایک ایسا حساس ترین ریڈار سسٹم ایجاد کر لیا ہے جو بیک وقت دشمن کی ٹینک فوج، توپ خانہ اور راکٹ لانچر کی نشاندہی کرے گا۔ اس ریڈار سسٹم سے پنسل کی نوک کے برابر شعاعیں خارج ہونگی جو دشمن فوج کے علاقے میں خاص طرح کی شعاعوں میں تبدیل ہو کر جنگی نقشہ جات اور مستقبل کی حکمت عملی سے آگاہ کریں گی۔ اسی طرح اس ریڈار سسٹم میں یہ خوبی رکھی گئی ہے کہ دشمن کی راکٹ بمباری کی رفتار اور رُخ کا تعین بھی ہو سکے گا اور پھر ان معلومات سے حفاظتی اقدامات کرنا ممکن ہو جائیں گے۔ اس ریڈار سسٹم کو "اے این۔ ٹی پی کیو ۳۶ آتشی اسلحہ سے مدافعت ریڈار" کہا جاتا ہے اور اسے خاص طور پر آسٹریلوی فوج کے لیے تیار کیا گیا ہے۔

بحیرۂ قلزم کی کشادگی

ارضیاتی تحقیق سے ثابت ہوا ہے کہ بحیرہ قلزم تبدریج کشادہ ہو رہا ہے اور یہ کشادگی بالآخر ایک بہت بڑے سمندر پر منتج ہوگی۔ جدید تحقیق سے اس امر کا بھی واضح ثبوت ملا ہے کہ افریقہ اور سعودی عرب کے درمیان مسافت طویل ہو رہی ہے۔ حال ہی میں بحیرہ کے فرش میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک گہرے سوراخوں کا انکشاف ہوا ہے جس کے ذریعے قشر کی گہرائیوں میں موجود گرم معدنی پانی لگاتار رستا رہتا ہے۔ اس پانی کے ذریعے دھاتی معدنیات و نمکیات کے ذخائر تشکیل پا رہے ہیں جو بین الاقوامی صنعتی کمپنیوں کی توجہ کا خصوصی مرکز بن رہے ہیں۔

صحرا میں مصنوعی دریا

حکومتِ لیبیا نے ایک ایسے منصوبے کا آغاز کیا ہے جس کے تحت افریقی صحرا سے زیرِ آب پانی کو ۱۲۰۰ میل لمبی پائپ لائنوں کے ذریعے طرابلس تک پہنچایا جائے گا اس مقصد کے لیے تین سو کنوئیں کھودے جائیں گے جن سے تقریباً ۲۵۰ لاکھ مکعب فٹ پانی یومیہ مہیا ہوگا۔ اخراجات کا اندازہ ۴ کھرب روپے لگایا گیا ہے جو کہ لیبیا کے تین سال کے تیل کی فروخت کے برابر ہے۔ یہ مصنوعی دریا صحرائی ملک لیبیا میں زرعی و صنعتی میدان میں انقلاب برپا کر دے گا۔

مرسلہ:- منور احمد قریشی

قریشی پراپرٹی سنٹر راولپنڈی

حبوبِ مفید اٹھرا
۳۶/- روپے
روشن کاجل
۳/- روپے
اکسیرِ اولادِ نرینہ
۳۵/- روپے
زد جامِ عشق
۶۰/- روپے
حسن نکھار کریم
۵/- روپے
تریاقِ معدہ
۱۴/- روپے
ناصر دواخانہ رجسٹرڈ
گولبازار ربوہ فون: ۲۳۴
NASIR
ناصر

حضرت حکیم نظام جان کا چشمۂ فیض
مشہور دواخانہ رجسٹرڈ
چوک گھنٹہ گھر، گوجرانوالہ
اور بالمقابل ایوانِ محمود ربوہ
اب حکیم عبدالحمید رجسٹرڈ درجہ اول
کی زیرِ نگرانی کام کرتا ہے
ربوہ فون نمبر ۶۳۸ - گوجرانوالہ فون نمبر ۷۴۸۴۴

اخبار مجالس

آگے قدم بڑھائے جا

اجتماعات

مجلس خدام الاحمدیہ ملیر کراچی نے ۱۱واں تربیتی اجتماع ۳۰ راپریل و یکم مئی کو مرکز نماز ماڈل ٹاؤن کراچی میں منعقد کیا۔ علمی و ورزشی مقابلے ہوئے اور تربیتی تقاریر ہوئیں۔

قیادت ضلع مظفر آباد کے تحت یکم اگست کو اجتماع ہوا۔ ۲۰ خدام شریک ہوئے۔

قیادت ضلع راجن پور نے ۷، ۸ راگست کو راجن پور میں دوسرا سالانہ اجتماع منعقد کیا۔ جس میں ۸۰ کے لگ بھگ مرد و زن شریک ہوئے۔ مرکزی نمائندگان نے بھی شرکت کی۔

حلقہ شاہ کوٹ نے یکم اگست کو بھوڑو چک نمبر ۱۸ میں اپنا اجتماع کیا۔ جس میں ۲۰۰ کے قریب خدام و اطفال شریک ہوئے۔ شدید بارش کے باوجود بہت کامیاب اجتماع ہوا۔

تربیتی کلاسیں

چک نمبر ۲ منگلی ضلع سانگھڑ کی یک روزہ تربیتی کلاس ۲۷ جون کو منعقد ہوئی علمی و تربیتی موضوعات پر تقاریر ہوئیں۔

قیادت ضلع تھرپارکر کی یک روزہ تربیتی کلاس ۲۰ جون کو ہوئی جس میں ۲۹ میں سے ۲۳ مجالس کی نمائندگی ہوئی اور ۲۵۲ خدام ۱۷۵ اطفال اور ۵۵ انصار شریک ہوئے علمی و ورزشی مقابلے ہوئے۔

قیادت ضلع خوشاب کے تحت دو روزہ تربیتی کلاس ۲۷، ۲۸ جولائی کو ڈیرہ چانن جوئیہ میں منعقد ہوئی جس میں ۱۲ خدام اور ۱۱ اطفال شریک ہوئے۔ مرکزی نمائندہ نے شرکت کی۔ علمی و ورزشی مقابلے بھی ہوئے۔

خاص جلسے

قیادت بہاولنگر نے ۲۳ مارچ ۸۶ کو یوم حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے سلسلہ میں چک ۱۰۲ میں جلسہ منعقد کیا جس میں ۲۶ مجالس کے ۱۰۶ نمائندوں نے شرکت کی۔ ۳۳ خدام و اطفال سائیکلوں کے ذریعے آئے۔

شاہ کوٹ کی مجالس میں جلسہ ہائے مسیح موعود

شاہ کوٹ : ۲۸ مارچ

بھوڑو : " " حاضری ۵۰ افراد

دھاروال : ۳۰ مارچ " ۲۰ "

ڈھاباں سنگھ : یکم اپریل

انہی مجالس نے فروری میں جلسہ ہائے مصلح موعود بھی منعقد کئے تھے۔

ڈیرہ چانن جوئیہ والا ضلع خوشاب نے ۴ جولائی کو جلسہ یوم والدین منعقد کیا۔ ۴۷ احباب نے شرکت کی امیر صاحب

ضلع قائد صاحب ضلع اور ناظم صاحب ضلع نے خطاب فرمایا۔

بھکر میں جلسہ یوم قدرت ثانیہ ۲۷ مئی میں ہوا جس میں کل حاضری ۲۶ تھی۔

شعبہ تربیت

سلطان پورہ لاہور نے رمضان المبارک کے چاروں جمعۃ المبارک میں تربیتی پروگرام منعقد کئے۔ ۱۶ مئی کو حلقہ باغبان پورہ میں درس قرآن کے بعد حضور کی وڈیو کیسٹ دکھائی گئی۔ ۲۳ مئی کو مصری شاہ میں درس قرآن ہوا۔ ۳۰ مئی کو حلقہ داتا نگر میں اور ۶ جون کو سلطان پورہ میں درس قرآن کے پروگرام ہوئے ان میں بالترتیب ۵۰، ۶۷، ۱۰۰، ۱۸۵ افراد نے شرکت کی۔

شاہ کوٹ کی مجالس میں بھوڑو، پھاہیے والی اور دھار ووال نیز شاہ کوٹ میں حضور کی سوال و جواب کی وڈیو کیسٹیں دکھائی گئیں۔

لانڈھی کورنگی کا اجلاس عاملہ ۲۰ مئی کو اقامۃ الصلوٰۃ کے سلسلہ میں ہوا۔ نماز کے دو نئے سنٹر قائم کیئے گئے۔

قیادت ضلع بہاولپور کے تحت چک $\frac{63}{A-B}$ تحصیل یزمان میں تربیتی اجلاس ہوا جس میں تحصیل احمد پور شرقیہ اور یزمان کے خدام شریک ہوئے۔ ۱۵ خدام اور ۱۴ اطفال نے شرکت کی ساتھ ہی قائدین کی میٹنگ بھی ہوئی۔ علمی مقابلے بھی ہوئے اور انعامات تقسیم کئے گئے۔

جلسہ سالانہ انگلستان کے پہلے دن ۲۵ جولائی کو خاص دعاؤں کی غرض سے مجلس ڈیرہ غازی خان نے تربیتی پروگرام مرتب کیا۔ جس کے تحت عبادات اور دعاؤں کے علاوہ ٹھنڈا پانی لوگوں کو پلایا گیا۔ وقار عمل ہوا۔ تربیتی تقریر بھی ہوئی۔ کل ۹۰ خدام و اطفال شریک ہوئے۔

صحت جسمانی

سانگلہ ہل ضلع شیخوپورہ نے ۲۷ جون کو کبڈی۔ باڑی اور کلائی پکڑنے کے مقابلے کروائے۔

لانڈھی کورنگی کراچی نے یکم مئی کو ماؤنٹ کے مقام پر پکنک منائی۔ جس میں ۴۶ خدام، ۲۸ اطفال اور ۳ انصار نے شرکت کی۔ علمی مقابلے بھی ہوئے۔

مجلس خدام الاحمدیہ ضلع کراچی کے زیر اہتمام ضلع کراچی بین المجالس ٹیبل ٹینس ٹورنامنٹ ۳ تا ۵ جولائی کو ماڈل کالونی میں منعقد ہوا۔ ۶ مجالس کے ۲۴ خدام شریک ہوئے۔

حلقہ سول لائن ڈیرہ غازی خاں نے ۳۱ جولائی کو کلوا جمیعاً کا پروگرام کیا۔

وقار عمل

لانڈھی کورنگی کراچی نے ۴ اپریل کو مثالی وقار عمل کیا نیز شجرکاری کے سلسلہ میں ۳۵ پودے لگائے گئے۔ ۹ مئی کو وقار عمل کیا گیا جس میں ۹ خدام شامل ہوئے۔

مجلس سرگودھا شہر نے ۲۷ جون کو گل والا اور سٹیلائٹ ٹاؤن کو کوٹ فرید اور رحمان پورہ سے ملانے والی سڑک پر وقار عمل کیا۔ یہ ۴۰۰ فٹ لمبی سڑک تھی جس کی حالت ناگفتہ بہ تھی۔ مجلس نے ۲۴۰ روپے کی مٹی سڑک کے کنارے ڈلوائی اور مقامی کونسلر سید مشتاق شاہ صاحب کے افتتاح کرنے کے بعد تندہی سے کام کیا۔ ۲۳ خدام اس میں شریک ہوئے جس میں طلباء، ملازم اور ڈاکٹرز بھی شامل ہیں۔ بے شمار لوگوں نے کام دیکھا اور سراہتے ہوئے دعائیں دیں۔

حسین آگاہی ملتان نے ۲۰ جون کو مثالی وقار عمل کیا۔

جو ۳½ گھنٹے جاری رہا۔ اس میں ۱۳ خدام شریک ہوئے۔

شعبہ تعلیم

شعبہ تعلیم مجلس خدام الاحمدیہ کے تحت سال ۸۶-۸۵ کی پہلی تین سہ ماہیوں میں نمایاں کام کرنے والی مجالس کے اسماء درج ذیل ہیں۔

قیادت نور راولپنڈی۔ قیادت صدر راولپنڈی۔ اسلام آباد غربی۔ شیخ پور گجرات۔ منڈی بہاؤالدین شوگر ملز۔ سرگودھا شہر۔ چک نمبر ۴۶ شمالی۔ تخت ہزارہ ضلع سرگودھا خوشاب شہر۔ میانوالی شہر۔ ربوہ۔ دارالفضل فیصل آباد۔ دارالذکر فیصل آباد۔ رب ۲۷۵ کرتارپور۔ ۵۸/۳ ٹکڑا ضلع ٹوبہ اسلامیہ پارک لاہور۔ شاہدرہ فیکٹری ایریا۔ مغل پورہ۔ دہلی گیٹ دارالذکر لاہور۔ سمن آباد۔ ٹاؤن شپ۔ سلطان پورہ۔ پتوکی ضلع قصور۔ دھوپ سڑی۔ سیالکوٹ شہر۔ موسیٰ والا۔ بدوملہی۔ قلعہ کالروالا۔ ندیم آباد چھانگا۔ شیخوپورہ شہر۔ ننکانہ صاحب۔ مریدکے منڈی۔ چک ۷۵/۲۲۔ گلگشت کالونی ملتان۔ ملتان کینٹ۔ کھاد فیکٹری ملتان۔ ڈیرہ غازی خاں شہر۔ سبی چاہ اسماعیل والا۔ بہاولپور شہر۔ لاڑکانہ شہر۔ مسن باڑہ گوٹھ جام خاں چانڈیو۔ روہڑی ضلع سکھر۔ شکارپور لطیف آباد ضلع حیدرآباد۔ بشیر آباد ضلع حیدرآباد۔ کنری ضلع تھرپارکر۔ ڈرگ روڈ کراچی۔ سوسائٹی۔ مارٹن روڈ اورنگی ٹاؤن۔ عزیز آباد۔ کوٹلی A.K شہر۔ بھابھڑہ میرابھڑکا ضلع میرپور A.K۔

فیکٹری ایریا شاہدرہ

۲۰ر دسمبر ۸۵ کو سالانہ اجتماع میں ۴۰ خدام شریک ہوئے۔ ۲۲ جنوری ۸۶ء کو تربیتی کلاس ہوئی جس میں ۲۰ خدام نے حصہ لیا یکم تا ۷ مارچ ہفتہ وصولی منایا گیا جس میں مجلس کا بجٹ سو فیصد پورا ہو گیا۔ یکم تا ۸ مئی ہفتہ تعلیم منایا گیا۔ جولائی میں ۴ نئے خریدار بنائے گئے۔

اورنگی ٹاؤن کراچی۔ جون ۸۶ء

رمضان کے آخری حصہ میں خدام کو خصوصی توجہ دلائی جاتی رہی۔ ۵، ۶ جون کو بیت الذکر کی سفیدی کی گئی۔ ۱۳ر جون کو مثالی وقار عمل ہوا۔ سالانہ مرکزی امتحانات کے پرچے حل کروائے گئے۔ ۲۰ر جون کو گڈانی کے مقام پر پکنک منائی گئی ۱۰ر جون کو انصار اور خدام کے مابین فٹ بال کا میچ ہوا۔ ۱۹ جون کو مطالعہ کے لیے مقررہ کتب پر مجالس مذاکرہ کا انعقاد کیا گیا ٭٭٭

بقیہ: عالم اسلام کا المیہ از صفحہ ۲۶

کے جمہوری حقوق فراخدلی سے عطا کئے جس کے نتیجے میں عوام میں شریک اقتدار ہونے کا نہ صرف احساس پیدا ہوا بلکہ انہوں نے قانون سازی کے ذریعے اقتدار پر عوام کی بالادستی کو حکمرانوں سے تسلیم کرایا۔ پھر اس احساس نے ان کی فکری قوتوں کو جلا بخشی اور زندگی کے ہر شعبے میں انہوں نے ایک انقلاب پیدا کر دیا۔ مغرب کی ترقی کا راز ان کے اسی نظام حکومت میں مضمر ہے جو معاشرے کو اس کے جمہوری حقوق دیتا اور ان کا پورا پورا تحفظ کرتا ہے۔ (نوائے وقت ۲۵، ۲۶ اگست ۸۵ء)

جب کوئی دل ظلمت عصیاں میں ہووے مبتلا
تیرے بن روشن نہ ہووے گو چڑھے سورج ہزار

کارواں در کارواں آئینگے لوگ

جناب عبدالمنان ناہید

راحت و آرام جاں پائیں گے لوگ
جب ترے در پر چلے آئیں گے لوگ

ہم ہدف لوگوں کے طعنوں کے ہیں آج
ہم پہ اک دن ناز فرمائیں گے لوگ

چند روز اب اور تنہائی کا غم
کارواں در کارواں آئیں گے لوگ

ایک دن آخر پکاریں گے ہمیں
جب غمِ دوراں سے گھبرائیں گے لوگ

درپئے آزار جاں ہیں لوگ آج
اور اک دن نذرِ جاں لائیں گے لوگ

یہ نہیں ناہید صحرا کی صدا
میں نے جو گایا وہی گائیں گے لوگ

تشحیذ خود بھی پڑھیں اور دوستوں کو بھی پڑھنے کیلئے دیں۔ (ایڈیٹر)

کرو تعلیم کے مہرِ منور سے سحر پیدا

رپورٹ دسویں فری کوچنگ کلاس ۱۹۸۶ء

برائے طلباء ایف اے۔ ایف ایس سی

(مکرم سلطان احمد صاحب مبشر نائب منتظم اعلیٰ کوچنگ کلاس)

محض اللہ تعالیٰ کے فضل اور احسان کے ساتھ حسب سابق امسال بھی موسمِ گرما کی تعطیلات میں ایف اے۔ ایف ایس سی کے طلباء کے لیے دسویں فری کوچنگ کلاس مورخہ ۱۷ رجون ۱۹۸۶ء سے ۲۴ رجولائی ۱۹۸۶ء تک شعبہ امور طلبہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ اور نظارت تعلیم صدر انجمن احمدیہ کے تعاون سے جامعہ احمدیہ ربوہ میں منعقد ہوئی۔

کلاس کا افتتاح مکرم چوہدری محمد علی صاحب سابق پرنسپل تعلیم الاسلام کالج ربوہ نے ۱۷ جون کو صبح ۸ بجے کیا۔ مکرم چوہدری صاحب نے اپنے افتتاحی خطاب میں احمدی طلباء کو روحانی، علمی اور عملی میدانوں میں ترقی کی طرف متوجہ کیا۔ کلاس میں کل ۹۸ طلباء نے حصہ لیا۔ ۶۳ سیکنڈ ایئر کے اور ۳۵ فرسٹ ایئر کے۔

امسال فرسٹ ایئر اور سیکنڈ ایئر کے طلباء کے لیے علیحدہ علیحدہ کلاسیں لگائی گئیں۔ فرسٹ ائر سے مراد وہ طلبہ ہیں جو ابھی میٹرک سے پاس ہوکر کالج میں داخل ہوں گے۔ کوشش کی گئی کہ ایک ہی استاد ایک مضمون آخر تک پڑھائے تاکہ تدریس کا کام احسن رنگ میں ہو چنانچہ اکثر اساتذہ بغیر تبدیلی کے پڑھاتے رہے۔

تدریس صبح ۷ بجے سے ۱۱ بجے تک جاری رہتی تھی جس میں ہر روز انگلش (ٹیکسٹ) انگلش (گرائمر) فزکس، کیمسٹری، میتھ، بیالوجی، اکنامکس اور شماریات کے مضامین پڑھائے گئے۔ ۱۱ بجے سے ایک بجے تک سائنسی مضامین کے پریکٹیکلز کروائے گئے۔ پہلی مرتبہ کلاس میں سالٹ انالاسس (SALT ANALYSIS) کروائے گئے روزانہ کی رپورٹ لکھی جاتی رہی جس کا ریکارڈ موجود ہے۔ تدریس کے سلسلہ میں کوشش کی گئی کہ طلبہ کو وہ نصاب پڑھایا جائے جو انہوں نے ابھی کالج میں نہیں پڑھا۔

حاضری و نگرانی:

ہر مضمون کے پیریڈ میں طلباء کی حاضری لی جاتی رہی کلاس کے قواعد وضوابط بنائے گئے۔ جن سے طلباء کو آگاہ کیا گیا۔

کلاس کے دوران ۲ دو مرتبہ طلباء کا مختصراً امتحان لیا گیا چنانچہ یہ امتحانات بالترتیب ۵۔ ۶ جولائی اور ۲۲۔ ۲۳ جولائی کو منعقد ہوئے۔ پرچے بورڈ کے معیار کے مطابق بنانے کی کوشش کی گئی۔ ہر گروپ میں مجموعی طور پر اوّل دوم آنے والے کو انعامات دیئے گئے۔

طلباء اور اساتذہ سے سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ کی

خدمت میں دُعائیہ خطوط لکھوائے گئے۔ کلاس کی رپورٹ بھی حضور ایدہ اللہ کی خدمت میں بھجوائی گئی۔

روزانہ چالیس منٹ کے لیے سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ کی ہدایت کے مطابق جنرل نالج کا ایک لیکچر ہوتا تھا جس میں دینی، سیاسی، سائنسی، طبی، معاشی، مذہبی، معاشرتی اور تاریخی عناوین پر اہلِ علم حضرات نے لیکچر دیئے۔ ہر لیکچر کے بعد طلباء کو سوالات کا موقع بھی دیا گیا۔

اساتذہ کرام:

فری کوچنگ کلاس کو یہ اعزاز حاصل ہے کہ دورِ امامت سے قبل حضور ایدہ اللہ کی زیرِ نگرانی اور ہدایت کے مطابق اس کا اجراء ہوا اور یہ کلاس حضور ہی کے مرتب کردہ ارشادات کی روشنی میں احمدی طلبہ کے تعاون سے ہر سال مرکز سلسلہ میں منعقد ہوتی ہے۔ منتظمین کے علاوہ اساتذہ کے فرائض بھی سنیئر کلاسز کے طلباء نے انجام دیئے تاکہ بے تکلفی کے ماحول میں طلباء ایف اے ایف ایس سی اپنی تعلیمی مشکلات کا حل سوچ سکیں اور ان کی راہنمائی بہتر طریق پر ہو سکے۔ صرف انگریزی کے لیے یہ خاص اہتمام کیا گیا کہ تجربہ کار اساتذہ کی خدمات حاصل کی جائیں۔ اساتذہ کرام نے نہایت ہی محنت ذوق اور شوق سے رضا کارانہ طور پر محض للہ طلباء کو پڑھایا جس کے لیے خاکسار اُن کا بے حد ممنون ہے۔ اللہ تعالےٰ انہیں اجرِ عظیم عطا کرے۔ آمین۔ اساتذہ کرام یہ تھے۔

انگریزی : مکرم بشیر احمد خان صاحب، مکرم عبدالجلیل صاحب صادق، مکرم راجہ نصر اللہ صاحب، مکرم حبیب احمد صاحب، سلطان احمد مبشر

ریاضی : مکرم نسیم احمد صاحب، مکرم توصیف احمد صاحب خلیل مکرم سہیل ظفر صاحب

فزکس : مکرم توقیر احمد خاں صاحب، مکرم طاہر کامران صاحب مکرم منور احمد چوہدری صاحب

بیالوجی : مکرم انعام الحق صاحب، مکرم شاہد ربانی صاحب

کیمسٹری : مکرم آغا عبداللہ یوسف صاحب، مکرم طیب حسین صاحب

اکنامکس : مکرم مرزا اعجاز الرحمن صاحب، مکرم خالد بلال احمد صاحب

شماریات : مکرم نور احمد صاحب بشیر، مکرم مرزا فضل احمد صاحب

انتظامیہ :۔ مکرم صدر صاحب مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ نے مندرجہ ذیل افراد پر مشتمل انتظامیہ مقرر فرمائی۔

منتظم اعلیٰ : مکرم عطاء الرحمٰن صاحب محمود مہتمم امور طلبہ

نائب منتظم اعلیٰ : سلطان احمد مبشر

منتظم تدریس و امتحانات : مکرم خالد بلال احمد صاحب

" پریکٹیکلز : مکرم آغا عبداللہ یوسف صاحب

" حاضری و نگرانی : مکرم طیب حسین صاحب

" عمومی : مکرم مرزا فضل احمد صاحب

طلباء ۷ جولائی کو نکو والا بنگلہ پر پکنک کے لیے گئے۔ وہاں طلباء نے مختلف مقابلوں میں حصہ لیا۔

مقابلہ جات : دوران کلاس ۲۳ جولائی کی شام کو مقابلہ معلومات کروایا گیا، ۲۴ جولائی کی صبح کو فٹ بال کا نمائشی میچ ہوا۔ ۲۴ر جولائی کی صبح کو ہی بیت بازی کا مقابلہ بھی کروایا گیا طلبہ نے شوق و ذوق سے اس میں حصہ لیا۔

اختتامی تقریب : ۲۴ر جولائی کو شام چھ بجے جامعہ احمدیہ کے ہال میں اختتامی تقریب کا انعقاد ہوا۔ نائب منتظم اعلیٰ نے سالِ ہذا کی کارکردگی کی رپورٹ حاضرین کو سنائی۔ اس کے بعد مکرم منتظم صاحب امتحانات نے نتائج کا اعلان کیا اور پھر مکرم پروفیسر محمد شریف خان صاحب پروفیسر تعلیم الاسلام کالج ربوہ نے انعامات تقسیم کئے۔ پہلے انتظامیہ کی جانب سے اساتذہ کی

خدمت میں تحائف پیش کئے گئے بعدۂ طلبہ نے انعامات حاصل کئے۔

تقسیم انعامات کے بعد مبشر ندیم صاحب (بہترین طالب علم) نے کلاس کے بارہ میں اپنے تاثرات بیان کئے اور کلاس کو مزید بہتر کرنے کی طرف توجہ دلائی۔

اس کے بعد مکرم پروفیسر محمد شریف خان صاحب نے اپنے اختتامی خطاب میں طلبہ سے اپنی پڑھائی میں مکمل دلچسپی لینے کو کہا اور کہا کہ اگر طالب علم پورے شوق سے حصہ لے رہا ہو تو استاد بھی مکمل تیاری کے ساتھ آتا ہے اس طرح طالب علم کو چاہیئے کہ وہ سوالات اپنے استاد سے پوچھے آپ نے کہا کہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ نے تو ارشاد فرمایا ہے کہ "میرے فرقہ کے لوگ علم و معرفت میں کمال حاصل کریں گے"۔ یہ الہام پہلے بھی پورا ہو چکا ہے، اب بھی پورا ہوگا۔ آپ میں سے ہر ایک کو یہ کوشش کرنی چاہیئے کہ یہ میرے ذریعہ سے پورا ہو۔ اس سلسلہ میں مکرم خان صاحب نے طلبا کو اپنی خود ساختہ مشکلات سے چھٹکارا حاصل کرنے کی تلقین کی اور نصیحت کی کہ احمدی طالب علم کو اپنے مضمون کا ماہر ہونا چاہیئے۔

خطاب کے بعد مکرم خان صاحب نے دُعا کروائی۔ دعا کے بعد تمام حاضرین کی چائے سے ضیافت کی گئی۔

بقیہ : راہِ حق کا مسافر از صد ۱۶

نماز پڑھ لی ہے تو ابو جان نے بڑی سختی سے کہا سچ بولو ورنہ سخت سزا دوں گا۔

اسی طرح عامر بھائی جب سات سال کے تھے تو انھوں نے غلطی سے ہمسائے کے بچے کو گالی دی۔ ابو جان نے انھیں پکڑا۔ زمین پر لٹایا اور چمٹی گرم کر کے بالکل زبان کے قریب لے گئے اور کہا کہ لگا دوں یا توبہ کرتے ہو۔ اس کے بعد سے بیکر آج تک ہم بہن بھائیوں میں سے کسی نے گالی نہیں دی۔ ایک دفعہ ابو جب کراچی سے واپس آئے تو چھوٹے بھائی لقمان کیلئے بہت سی چیزیں لے آئے لیکن میرے لیے کم لائے تو میں نے امی جان سے کہا کہ میرے لیے ابو کچھ بھی نہیں لاتے اور لقمان کو دیکھیں کتنا لاکر دیا ہے امی جان نے ابو جان کو بتایا تو انھوں نے کہا کہ مانگو کیا لینا ہے تو میں نے کہا ہاکی لینی ہے۔ کہنے لگے اچھا۔ چار پانچ دنوں بعد مجھے سکوٹر پر بٹھایا اور کھلیوں کی دکان پر لے گئے اور کہا کہ جو لینی ہے لے لو۔

وفات سے ایک دن پہلے سامنے والے گھر میں ایک مرگ ہوئی تھی اس میں کچھ ڈاکٹروں کی غلطی تھی تو ابو جان نے سب بچوں کو اکٹھا کر کے کہا کہ تم ان ڈاکٹروں جیسا کام نہ کرنا۔ ہمارے گھر میں اس دن دو تابوت پڑے تھے۔ اباجان نے کہا ایک ہمسایوں کو دے دو۔ دوسرا کسی اور وقت کام آئے گا۔ اور اگلے دن خود اسی دوسرے تابوت میں لیٹے ہوئے تھے۔ میرے ابو بہت خوش نصیب تھے بہت جلد اپنی منزل کو پاگئے ہزاروں لوگوں کی دُعائیں ان کے ساتھ تھیں۔ حضور نے بڑی محبت کا اظہار فرمایا۔ یہ درست ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں ہونگے مگر انکو دیکھنے کیلئے ہماری آنکھیں ہمیشہ ترستی رہیں گی۔

جانے والے نے تو جنت میں بسالی دُنیا
رہنے والوں کا یہاں کیسے گزارا ہو گا

اس جہاں میں خواہش آزادگی بے سود ہے
اک تیری قیدِ محبت ہے جو کر دے رستگار

Monthly KHALID RABWAH
Regd. No. L5830
SEPTEMBER 1986